صدقہ وخیرات کے فضائل پر مبنی بیان کا تحریری گلدستہ

صدقے کا اِنعام
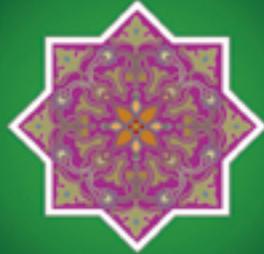
مرکزی مجلسِ شوریٰ
(دعوتِ اسلامی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

صدقے کا انعام (1)

درود شریف کی فضیلت

سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب و سینہ صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالی شان ہے: بے شک تمہارے نام مَعَ شناخت مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں لہٰذا مجھ پر اَحسن (یعنی خوبصورت الفاظ میں) دُرود پاک پڑھو۔ (2)

صدقے کا انعام

مَنْقول ہے کہ ایک مرتبہ اَمیرُ المؤمنین مولا مشکل کُشا حضرت سَیِّدُنا علی الْمُرتَضٰی کَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم کے کاشانۂ اقدس میں پانچ افراد تھے، مولا مشکل

---

(1) مُبلِّغِ دعوتِ اِسلامی و نگرانِ مرکزی مجلسِ شُوریٰ حضرت مولانا ابو حامد حاجی محمد عمران عطاری مَدَّ ظِلُّهُ الْعَالِی نے یہ بیان 2006ء کو تبلیغِ قرآن و سنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے عالَمی مَدَنی مرکز فیضانِ مدینہ بابُ المدینہ (کراچی) میں سنّتوں بھرے اجتماع میں فرمایا۔ ۲۶ صفر المظفر ۱۴۳۴ھ بمطابق 09 جنوری 2013ء کو ضَروری ترمیم واِضافے کے بعد تحریری صُورت میں پیش کیا جارہا ہے۔ (شُعبہ رسائلِ دعوتِ اسلامی مجلس اَلْمَدِیْنَةُ الْعِلْمِیَة)

(2) مصنّف عبد الرزاق، ۲/ ۱۴۰، حدیث: ۳۱۱۶

کُشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ، خاتونِ جنّت، شہزادیِ کونین، سیدۃُ النساء حضرت سَیِّدَتُنا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حسنینِ کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور آپ کا ایک غلام حارِث، صَبْر و رَضا کے پیکر اِن نُفُوسِ قُدسیہ کے فَقْر کا عالَم یہ تھا کہ تین دن سے کسی نے کچھ نہ کھایا تھا۔ چنانچہ خاتونِ جنّت رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مولا مشکل کُشا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کو اپنا ایک لباس دیا تاکہ وہ اسے فروخْت کرکے کھانے پینے کے لیے کچھ لے آئیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لباس لے کر بازار کی طرف چل دیئے اور چھ دِرہم میں اسے فروخْت کر دِیا، واپسی پر کسی نے **اللہ** کے نام پر مدد کا سوال کیا تو مولا مشکل کشا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے اپنے رب کے بھروسے پر تمام درہم راہِ خُدا میں دیدیئے اور خود صبر و رضا کا دامَن ہاتھ میں لیے واپسی کی راہ لی۔

بھوکے رہ کے خود اوروں کو کھلا دیتے تھے
کیسے صابِر تھے محمّد کے گھرانے والے

راستے میں ایک شخص کو اونٹنی لیے کھڑے دیکھا، جس نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی: **یَا اَبَا الْحَسَن!** (یہ مولا مشکل کشا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کی کُنیت ہے) اونٹنی خریدیں گے؟ ارشاد فرمایا: کیوں نہیں! کتنے کی ہے؟ اس نے عرض کی: 100 درہم کی۔ فرمایا: میرے پاس رقم نہیں ہے۔ بیچنے والا کہنے لگا: اُدھار خرید لیجئے جب رقم آئے تو ادا کر دیجئے گا۔ فرمایا: بَہُت خوب! چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ

عنہ نے 100 درہم ادھار میں وہ اونٹنی خرید لی اور آگے بڑھے تو کچھ فاصلے پر ایک اور شخص ملا جس نے عرض کی: یَااَبَاالْحَسَن! اونٹنی بیچیں گے؟ فرمایا: کیوں نہیں! پوچھا: کتنے کی خریدی؟ فرمایا: 100 درہم کی۔ کہنے لگا: 60 نفع لے کر بیچ دیجئے۔ فرمایا: بہُت خوب! چنانچہ آپ نے وہ اونٹنی 160 درہم میں فروخت کر دی۔ آگے بڑھے تو بیچنے والا ملا جس نے آپ کو خالی ہاتھ دیکھ کر پوچھا: وہ اونٹنی کہاں گئی؟ کیا بیچ دی؟ فرمایا: ہاں! بیچ دی۔ پوچھا کتنے میں؟ بتایا: 160 درہم میں۔ عرض کی: میرے 100 مجھے لوٹا دیجئے۔ آپ نے اس کے 100 دِرہم اسے لوٹا دیئے اور بقیہ 60 دِرْہَم جا کر خاتونِ جنّت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عطا فرما دیئے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اتنے درہم دیکھ کر حیران ہو گئیں، کیونکہ جو لباس آپ نے دیا تھا وہ اتنا قیمتی نہ تھا کہ 60 درہم میں بکتا لہٰذا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا: یہ 60 درہم کہاں سے آئے؟ تو مولا مشکل کُشا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم نے فرمایا: میں نے چھ درہموں کے ذریعے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ تِجارت کی کہ اس کی راہ میں چھ درہم صَدَقہ کیے اوراس نے مجھے 6 کے 60 لوٹا دیئے۔ اگلے روز مولا مشکل کشا علی الْمُرتَضٰی، شیرِ خُدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم سرکارِ ذی وَقار، باذنِ پروردگار دو عالَم کے مالک و مختار صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمتِ مُبارَکہ میں حاضِر ہوئے اور اپنا سارا واقعہ عرض کیا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہ تعالیٰ

علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اے علی! کیا تم جانتے ہو کہ کل کا مُعامَلہ کیا تھا؟ عرض کی: وَاللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم۔ (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کا رسول صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم خوب جانتے ہیں) تو آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے غیب کی خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے علی! کل جس نے اونٹنی بیچی وہ میکائیل (عَلَیْہِ السَّلَام) اور جس نے اونٹنی خریدی وہ جبرئیل (عَلَیْہِ السَّلَام) تھے اور جو اونٹنی آپ نے خریدی اور بیچی وہ میری بیٹی خاتونِ جنّت کی روزِ قیامت سواری ہوگی۔ (1)

اَسلاف کا معمول

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس حِکایَت سے جہاں اِمامُ الاسخیاء، مَولا مشکل کُشا عَلِیُّ المرتضی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کی سَخاوَت اور خاندانِ نبوّت کی فضیلت کا پتا چلتا ہے، وہیں رِضائے اِلٰہی کے حُصُول کے لئے صَدقہ وخیرات دینے کی اَہَمِیَّت بھی اُجاگر ہوتی ہے۔ کیونکہ راہِ خُدا میں صَدقہ وخیرات کرنا ہمارے آقا مکّی مَدَنی مصطفٰے صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی عظیم سنّت ہے، آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دَرِ جُود سے کوئی سوالی خالی نہ جاتا، یہی وجہ ہے کہ تمام اَسلاف یعنی بارگاہِ نبوّت سے تربیّت پانے والے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان، تابعین و تبع تابعین، اَولیائے کاملین وعُلَمائے دین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ الْمُبِیْن بھی صَدقہ وخیرات کے ذریعے

مدینہ

1 قلیوبی، ص ۳۳

فُقَراء ومَساکین کی مدد کرکے اس کی بَرکات سے فیض یاب ہوتے رہے۔ الغرض یہ سلسلہ صدیوں پر محیط ہے اور تا قِیامِ قِیامَت جاری رہے گا۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

صَدقہ وخیرات کا ثواب

صَدقہ و خیرات سے جہاں دولت مُعاشَرے میں گردش کرتی ہے وہیں غریبوں اور مسکینوں کی بہُت سی ضَرورتیں بھی پوری ہوتی ہیں۔ قرآنِ پاک میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے کئی مَقامات پر صَدقہ وخیرات کی فضیلت اور اس کے اجر و ثواب کو بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ پارہ 3 سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 261 میں ارشاد ہوتا ہے:

مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍؕ وَ اللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ(۲۶۱)

ترجمۂ کنزالایمان: انکی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خَرْچ کرتے ہیں اُس دانہ کی طرح جس نے اُگائیں سات بالیں ہر بال میں سو دانے اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لئے چاہے اور اللہ وُسْعَت والا عِلْم والا ہے۔ (پ۳، البقرۃ: ۲۶۱)

راہِ خُدا میں خَرْچ کرنے سے مُراد

پیارے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا راہِ خُدا میں خَرْچ کرنے سے اللہ

عَزَّوَجَلَّ اپنی رضا کے ساتھ انعام بھی عطا فرماتا ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ راہِ خُدا میں خَرْچ کرنے سے مُراد کیا ہے؟ تو جان لیجئے کہ عِلْمِ دین کی اشاعت میں حصّہ لینا، دینی مَدارِس کی مَدَد کرنا، مَساجِد بنانا، دینی کُتُب کے لیے لائبریری بنانا، مُسافِر خانے بنانا، ضَرورت مند پڑوسیوں اور رِشتہ داروں کی مَدَد کرنا، محتاجوں، اَپاہجوں اور غریبوں کے علاج مُعالَجہ اور مَقروضوں کے قرض کی ادائیگی کے لیے خَرْچ کرنا وغیرہ ایسے کام ہیں کہ ان میں سے جس کام میں بھی خَرْچ کریں گے وہ راہِ خُدا میں خَرْچ کرنا ہی کہلائے گا۔ جیسا کہ حضرت سَیِّدُنا امام خازِن ابو الحسن عَلاءُ الدّین علی بن محمد بن ابراہیم رَحْمَۃُ اللهِ تعالیٰ علیہ (متوفی۷۴۱ھ) مذکورہ آیتِ مُبارَکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: راہِ خُدا میں خَرْچ کرنا خواہ واجِب ہو یا نَفْل، تمام اَبوابِ خیر کو عام ہے۔[1] اور صَدْرُ الافاضِل رَحْمَۃُ اللهِ تعالیٰ علیہ کے نزدیک کسی طالبِ عِلْم کو کِتاب خرید کر دی جائے یا کوئی شِفاخانہ بنا دیا جائے یا مُردوں کے ایصالِ ثواب کے لئے تیجہ، دسویں، بیسویں، چالیسویں کے طریقہ پر مساکین کو کھانا کھلایا جائے، سب راہِ خُدا میں خَرْچ کرنا ہی ہے۔

ثواب میں کمی بیشی

جب کوئی شخص راہِ خُدا میں اپنا مال خَرْچ کرتا ہے تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کے

مدینہ

1 تفسیر خازن، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۶۱، ۱/ ۲۰۵

عِوَض سات سو گنا یا اس سے بھی زیادہ اَجر و ثواب عطا فرماتا ہے جیسا کہ صدر الافاضل حضرتِ علّامہ مولانا سیِّد محمد نعیم الدّین مُراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْہَادِی مذکورہ آیتِ مُبارَکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ایک دانہ کے 700 دانے ہو گئے اسی طرح راہِ خُدا میں خَرْچ کرنے سے 700 گنا اجر ہو جاتا ہے۔[1]

پیارے اسلامی بھائیو! جب یہ یقین ہو کہ راہِ خُدا میں خَرْچ کرنے سے ایک کے بدلے 700 ملیں گے تو کوئی نادان شخص ہی اپنا سرمایہ اس سودے میں نہیں لگائے گا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنی راہ میں خَرْچ کرنے والوں کو یُونہی دیا کرتا ہے، حضرت سَیِّدُنا امام شمس الدین قُرطبی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ جب یہ آیتِ مُبارَکہ نازِل ہوئی تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے خزانوں کو تقسیم فرمانے والے ہمارے آقا دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بار گاہِ خُداوندی میں عرض کی: رَبِّ زِدْ اُمَّتِیْ یعنی اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میری اُمّت کو اس سے بھی زیادہ اجر و ثواب عطا فرما تو بار گاہِ خداوندی سے یہ مُژدہ ملا:

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضْعَافًا كَثِیْرَةًؕ (پ۲، البقرۃ: ۲۴۵)

ترجمۂ کنزالایمان: ہے کوئی جو اللہ کو قرضِ حَسَن دے تو اللہ اس کے لئے بہت گنا بڑھا دے۔

---

[1] خزائن العرفان، پ۳، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۶۱

محبوبِ ربِّ داور، شفیعِ روزِ محشر صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یہ مُژدہ پانے کے باوُجود اپنی اُمّت کی دستگیری فرماتے ہوئے مزید کرم نوازی کے لیے عرض کی: رَبِّ زِدْ اُمَّتِیْ یعنی اے میرے رب! میری اُمّت کو اِس سے بھی زیادہ اجر و ثواب عطا فرما تو ارشاد ہوا:

اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿۱۰﴾ (پ۲۳، الزمر: ۱۰)

ترجمۂ کنزالایمان: صابروں ہی کو ان کا ثواب بھرپور دیا جائے گا بے گنتی۔ [1]

ثواب میں فرق

مُفَسّرِ شَہِیر، حکیم الاُمَّت مُفْتی اَحمد یار خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الْحَنَّان تفسیر نعیمی میں فرماتے ہیں: صدَقات کے ثواب میں زیادتی کی چند وجہ سے ہوتی ہے۔ اخلاص کا فرق، زمان کا فرق، فقیر کا فرق، مَقامِ خیرات کا فرق، جس قدر اِخلاص زیادہ اسی قدر ثواب زیادہ۔

❁ (اِخلاص کے فرق کی مِثال) صَحابۂ کِرام کے سَوا سیر جَو ہمارے پہاڑ بھر سونے کی خیرات سے کیوں افضل ہیں، اس لیے کہ ان کا سا اِخلاص ہم کو کیسے میسر ہو؟

❁ (زمانے کے فرق کی مِثال) ماہِ رمضان، جُمعہ، شبِ قدر کے صَدقہ کا بہُت

---

1 تفسیر قرطبی، البقرة، تحت الآیة: ۲۶۱، ۲/ ۲۲۹

ثواب ہے، دوسرے زمانہ کے صَدَقات کا وہ ثواب نہیں۔

❁ (مقام کے فرق کی مِثال) مکّۂ معظّمہ، مدینۂ منوّرہ کے صَدَقات کا ثواب ایک کا ایک لاکھ 25 ہزار اور زمین میں یہ نہیں (یعنی کسی دوسرے مقام پر یہ ثواب نہیں)۔

❁ (فقیر کے فرق کی مِثال) عالِم فقیر اور زیادہ حاجَت مند پر صَدقہ دوسروں پر صَدقہ سے زیادہ ثواب کا باعِث ہے جیسے دانہ کی پیداوار زمین و زمان کے فرق سے مختلف ہوتی ہے غرضیکہ **وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ** بالکل حق و دُرُست ہے، صَدقہ مقبول کی توفیق بھی وہی دیتا ہے۔ صَدقہ کا یہ ثواب جو بیان ہوا اس کے ملنے کی جگہ آخرت ہے اگر دُنیا میں رب تعالیٰ سخی کو کچھ بَرَکت دیدے تو اس کا کرم ہے مگر یہ بدلہ نہیں، بدلہ تو قِیامَت میں ملے گا۔ لہٰذا کوئی شخص آج خیرات دیکر کل ہی 700 کا مُطالَبہ نہ کرے۔ کھیت بونے کا وَقْت اور ہے اور کاٹنے کا اور۔[1]

حضرت علّامہ ناصرُ الدّین ابو سعید عبد اللّٰہ بن عمر بن محمد شیرازی بیضاوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (متوفی ۶۸۵ھ) **وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ** (یعنی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ جس شخص کے لیے چاہتا ہے اجر و ثواب بڑھا دیتا ہے) کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اس سے مُراد

مدینہ

[1] تفسیرِ نعیمی، پ۳، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۶۱، ۳/ ۸۶

یہ ہے کہ وہ اپنی راہ میں خَرْچ کرنے والے کی حالت کے مُطابِق اس کو اپنے فضل و کرم سے نوازتا ہے یعنی یہ مُلاحَظہ فرماتا ہے کہ اس کی راہ میں خَرْچ کرنے والا کس قَدر مُخلِص اور کوشِش کرنے والا ہے؟یہی وجہ ہے کہ اَعْمال ثَواب کی مِقْدار کے مُعامَلہ میں مختلف ہوتے ہیں۔[1]

مِقْدار میں کم درجے میں زیادہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! راہِ خُدا میں خَرْچ کرنے والے کی حالَت کے اِعتبار سے ثواب میں فرق کو اس مثال سے بآسانی سمجھا جاسکتا ہے: تین شخص ہوں مگر تینوں کی حالت مختلف ہو، ایک انتہائی مالدار ہو، دوسرے کے پاس اس قدر مال ہو کہ اپنی ضَروریاتِ زِنْدَگی پورا کرنے میں کسی کا محتاج نہ ہو جبکہ تیسرے شخص کے پاس صرف دو روٹیاں ہوں۔اب اگر کوئی فقیر ان تینوں اَشْخاص کے پاس باری باری جاکر کچھ کھانے کے لیے مانگے اور ان میں سے ہر ایک اسے دو دو روٹیاں دے تو بے شک ہر ایک نے نیک کام کیا مگر ان تینوں کی حالت کے اعتبار سے ان کی نیکیوں میں فرق ہے، کیونکہ جس شخص کے پاس صرف دو ہی روٹیاں تھیں اس کا یہ دونوں روٹیاں فقیر کو دیدینا ایسا ہے جیسے مالدار شخص اپنی ساری دَولت اس فقیر کو دیدیتا۔لہٰذا یہ ہوسکتا ہے کہ مالدار شخص کو اس نیکی کا اَجر دس گنا ملے،

---

1 تفسیر بیضاوی، پ۳، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۶۱، ۱/ ۵۶۵

مُتوسِّط آمدنی والے کو 700 گنا اور جس کے پاس تھیں ہی دو روٹیاں اس کو بے حساب اَجر ملے۔ چنانچہ،

اَمِیْرُ المومنین حضرت سَیِّدُنا عُمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ (غزوۂ تبوک کے موقع پر) سرکارِ ذی وَقار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ہمیں صَدَقہ کرنے کا حکم دیا، اتفاقاً اس وقت میرے پاس مال بہُت تھا، میں نے سوچا کہ اگر میں کسی دن حضرت سَیِّدُنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بڑھ سکتا ہوں تو وہ آج کا دن ہے۔[1] آپ فرماتے ہیں کہ میں اپنا آدھا مال لے کر بارگاہِ مصطفٰے میں حاضِر ہوا تو سرکار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے پوچھا: مَا اَبْقَیْتَ لِاَھْلِكَ؟ تم نے اپنے بال بچوں کے لیے کیا چھوڑا؟ میں نے عرض کی: اتنا ہی۔ (یعنی یارسولَ اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! آدھا مال حاضِرِ خدمت ہے اور آدھا مال اہل و عیال کے لئے چھوڑ دیا ہے) اتنے میں اَمِیْرُ المومنین حضرت سَیِّدُنا ابو بکر صِدّیق رضی اللہ تعالٰی عنہ بھی اپنا مال لے آئے تو حُضور صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان سے بھی پوچھا: یَا اَبَا بَکْرٍ مَا اَبْقَیْتَ لِاَھْلِكَ؟ اے ابو بکر! تم نے اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا؟ تو

---

[1] مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیم الاُمَّت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الحَنّان اس حدیثِ پاک کی شرح میں فرماتے ہیں: حضرت عمر کا گمان یہ تھا کہ صدقہ میں سبقت زیادتی مال سے ہوتی ہے اور مال تو میرے پاس زیادہ ہے، لہٰذا میں ہی آج بڑھ جاؤں گا، مگر بعد میں پتا لگا کہ صدقہ میں سبقت اخلاص کی زیادتی سے ہوتی ہے۔ (مراۃ المناجیح، ۸/ ۳۵۵)

انہوں نے عرض کی: اَبْقَیْتُ لَھُمُ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ یعنی میں ان کے لیے اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو چھوڑ آیا ہوں۔ [1] اَمِیْرُ المومنین حضرت سَیِّدُنا عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ اس وقت مجھے یقین ہو گیا: ''وَاللّٰہِ لَا اَسْبِقُہٗ اِلٰی شَیْءٍ اَبَدًا'' خُدا کی قسم! میں کبھی کسی چیز میں ان سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ [2] اَشِعَّۃُ اللَّمْعَات میں حضرت سَیِّدُنا شیخ عَبْدُ الْحَق مُحَدِّث دِہلوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: اَمِیْرُ المومنین حضرت سَیِّدُنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کا کُل مال جنابِ سَیِّدُنا عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ کے آدھے مال سے مِقْدار میں اگرچہ بہت کم تھا مگر درجے میں بہت زیادہ تھا۔ [3]

---

1 قبلہ مفتی صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ حدیثِ پاک کے اس حصے کی شرح میں فرماتے ہیں: سارے مال کی خیرات حضرت صدیق اکبر کی خصوصیت ہے ان کی اور ان کے بال بچوں کی طرح متوکل نہ کوئی ہو گا نہ سارا مال خیرات کرے گا۔ ہم جیسوں کو بعض مال خیرات کرنے کا حکم ہے: وَ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ (ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ کی راہ میں ہمارے دیئے میں سے خرچ کرو۔ (پ۲۸، المنافقون: ۱۰)۔ مِمَّا میں مِنْ بعضیت کا ہے، اگر ہم سارا مال خیرات کر دیں تو اگرچہ ہم صبر کر جاویں مگر ہمارے بیوی بچے پیٹ پیٹ کر مر جاویں۔ خیال رہے کہ عابدوں کی نماز و زکوۃ اور ہے عاشقوں کی اور نوعیت کی، عارفوں کی اور طرح کی۔ عابدوں کی زکوۃ سال کے بعد چالیسواں حصہ۔ عاشقوں کی زکوۃ اشارہ پاکر سارا مال۔ عابدوں کی نماز مسجدوں کی دیواروں کے سایہ میں عاشقوں کی نماز تلواروں کے سایہ میں اس جواب سے معلوم ہوا اللہ رسول کے نام پر خیرات، اللہ رسول پر توکل شرک نہیں عین ایمان ہے۔ (مراۃ المناجیح، ۸/ ۳۵۵)

2 ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی بکر و عمر، ۵/ ۳۸۰، حدیث: ۳۶۹۵

3 اشعۃ اللمعات، ۴/ ۶۵۱

کیا صدقہ سے مال میں کمی ہوتی ہے؟

پیارے اسلامی بھائیو! راہِ خُدا میں خَرْچ کرنے سے مال بڑھتا ہے گھٹتا نہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: **مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِّنْ مَّالٍ**۔ یعنی صَدقہ مال میں کمی نہیں کرتا۔ [1]

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیم الاُمَّت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الْحَنَّان اس حدیثِ پاک کی شَرْح میں فرماتے ہیں: زکوٰۃ دینے والے کی زکوٰۃ ہر سال بڑھتی ہی رہتی ہے، تجربہ ہے جو کسان کھیت میں بیج پھینک آتا ہے وہ بظاہر بوریاں خالی کر لیتا ہے لیکن حقیقت میں مع اضافہ کے بھر لیتا ہے، گھر کی بوریاں چوہے، سُسری وغیرہ کی آفات سے ہلاک ہو جاتی ہیں یا یہ مطلب ہے کہ جس مال میں سے صَدقہ نکلتا رہے اس میں سے خَرْچ کرتے رہو، اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ بڑھتا ہی رہے گا، کنوئیں کا پانی بھرے جاؤ تو بڑھے ہی جائے گا۔ [2]

معلوم ہوا! راہِ خُدا میں دی جانے والی چیز ہر گز ضائع نہیں ہوتی آخِرت میں اَجْر و ثَواب کی حق داری تو ہے ہی، بعض اوقات دنیا میں بھی اِضافے کے ساتھ ہاتھوں ہاتھ اس کا نعم البدل عطا کیا جاتا ہے۔ چنانچہ،

---

1. مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب استحباب العفو والتواضع، ص۱۳۹۷، حدیث: ۶۹ / ۲۵۸۸
2. مرآۃ المناجیح، ۳/۹۳

حضرت سَیِّدُنا امام یافعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی رَوضُ الریاحین میں یہ حِکایت نقل فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت سیدنا حبیب عجمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی کے دروازے پر کسی سائل نے صدا لگائی۔ آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ کی زوجۂ محترمہ رَحمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہا گُندھا ہوا آٹا رکھ کر پڑوس سے آگ لینے گئی تھیں تاکہ روٹی پکائیں۔ آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ نے وہی آٹا اُٹھا کر سائل کو دے دیا۔ جب وہ آگ لے کر آئیں تو آٹا نَدارد (یعنی غائب)۔ آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ نے فرمایا: اسے روٹی پکانے کے لیے لے گئے ہیں۔ بہُت پوچھنے پر آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ نے خیرات کر دینے کا واقعہ بتایا تو وہ بولیں: سُبْحٰنَ اللّٰہ! یہ تو بہُت اَچّھی بات ہے مگر ہمیں بھی تو کچھ کھانے کے لیے درکار ہے۔ اتنے میں ایک شخص ایک بڑی لگن میں بھر کر گوشت اور روٹی لے آیا تو آپ بولیں: دیکھئے آپ کو کس قدر جلد لوٹا دیا گیا گویا روٹی بھی پکا دی اور گوشت کا سالن مزید بھیج دیا! (1)

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

صَدقہ کسے کہتے ہیں؟

لغت میں صَدقہ اس عطیے کو کہتے ہیں یُرَادُ بِھَا الْمَثُوبَۃُ لَاالْمَکْرُمَۃُ (المنجد)

مدینہ

1 روض الریاحین، ص۲۷۶

جس سے عزّت افزائی کے بجائے ثواب کا ارادہ کیا جائے۔ علامہ سید شریف جُرجانی حَنَفی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے صَدقہ کی تعریف کچھ یوں بیان کی: ھِیَ الْعَطِیَّۃُ تُبْتَغٰی بِھَا الْمَثُوْبَۃُ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی۔ صَدقہ وہ عطیہ ہے جس کے ذریعے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ سے ثواب کی اُمّید رکھی جاتی ہے۔[1]

صَدقے کی مختلف صُورتیں

پیارے اسلامی بھائیو! راہِ خُدا میں خَرْچ کرنا ہی صَدقہ نہیں بلکہ تِرمِذی شریف کی ایک حدیثِ پاک میں حضرت سَیِّدُنا ابوذر غفاری رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ سے مَروی ہے کہ دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے صَدقے کی مختلف صورتیں بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

- تَبَسُّمُكَ فِیْ وَجْهِ اَخِیْكَ لَكَ صَدَقَةٌ۔ یعنی تمہارا اپنے بھائی کے لئے مسکرانا بھی صَدقہ ہے۔
- وَاَمْرُكَ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهْیُكَ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ۔ یعنی نیکی کی دعوت دینا اور بُرائی سے روکنا بھی صَدقہ ہے۔
- وَاِرْشَادُكَ الرَّجُلَ فِیْ اَرْضِ الضَّلَالِ لَكَ صَدَقَةٌ۔ یعنی بھٹکے ہوئے کی رہنمائی کرنا بھی صَدقہ ہے۔

[1] کتاب التعریفات، باب الصاد، ص ۹۵

وَبَصَرُكَ لِلرَّجُلِ الرَّدِیْءِ الْبَصَرِ لَكَ صَدَقَةٌ ۔یعنی کمزور نگاہ والے کی مدد کرنا بھی صَدَقہ ہے۔

وَاِمَاطَتُكَ الْحَجَرَ وَالشَّوْكَ وَالْعَظْمَ عَنِ الطَّرِیْقِ لَكَ صَدَقَةٌ ۔یعنی راستے سے پتھر، کانٹا اور ہڈی کا ہٹا دینا بھی صَدَقہ ہے۔

وَاِفْرَاغُكَ مِنْ دَلْوِكَ فِیْ دَلْوِ اَخِیْكَ لَكَ صَدَقَةٌ ۔یعنی اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے ڈول میں پانی ڈال دینا بھی صَدَقہ ہے۔ (1)

نیز مذکورہ اعمال کے علاوہ کسی کو قرض دینا بھی صَدَقہ ہے۔ چنانچہ،

حضرت سَیِّدُنا عبدُ اللّٰہ بن مَسْعُود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حُضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ اَفْلَاک صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: كُلُّ قَرْضٍ صَدَقَةٌ۔ یعنی ہر قرض صَدَقہ ہے۔ (2)

حروفِ صَدَقہ کے 4 مدنی پھول

حضرت سَیِّدُنا شیخ اسماعیل حَقّی حنفی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ١١٣٧ھ) تفسیر رُوحُ البیان میں فرماتے ہیں کہ صَدَقہ کے چار حُروف سے 4 مدنی پھول حاصِل ہوتے ہیں:

مدینہ

1 ترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ما جاء فی صنائع المعروف، ٣/٣٨٤، حدیث: ١٩٦٣

2 شعب الایمان، باب فی الزکاۃ، فصل فی القرض، ٣/٢٨٤، حدیث: ٣٥٦٣

- صؔ سے مُراد ''اَلصَّد'' (روکنا) ہے یعنی صَدقہ دنیا وآخِرت کی ہر ناپسندیدہ شے کو صَدقہ کرنے والے (تک پہنچنے) سے روک دیتا ہے۔
- دؔ سے مُراد ''اَلدَّلِیل'' (راہنمائی کرنا) ہے یعنی صَدقہ، صَدقہ کرنے والے کی جنّت کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔
- قؔ سے مُراد ''اَلقُرب''(قریب ہونا) ہے یعنی صَدقہ، صَدقہ کرنے والے کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے قریب کر دیتا ہے۔
- ہؔ سے مُراد ''اَلْھِدَایَۃ''(رہنمائی ورہبری) ہے یعنی صَدقہ کرنے سے صَدقہ کرنے والے کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ہدایت حاصل ہوتی ہے۔[1]

''برکتِ صدقات'' کے نو حروف کی نسبت سے صَدقہ وخیرات کے فضائل پر مبنی 9 فرامینِ مصطفٰے

① ⇐ اَلصَّدَقَۃُ تَسُدُّ سَبْعِیْنَ بَابًا مِّنَ السُّوْءِ۔ صَدقہ برائی کے 70 دروازے بند کرتا ہے۔[2]

② ⇐ کُلُّ امْرِئٍ فِیْ ظِلِّ صَدَقَتِہٖ حَتّٰی یُقْضٰی بَیْنَ النَّاسِ۔ ہر شخص (بروزِ قِیامت) اپنے صَدقے کے سائے میں ہوگا یہاں تک کہ لوگوں کے

مـــــــدینہ

1. روح البیان، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۶۵، ۱/ ۴۲۶
2. المعجم الکبیر، ۴/ ۲۷۴، حدیث: ۴۴۰۲

درمیان فیصلہ فرمادیا جائے۔[1]

③⇐ اِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ عَنْ اَهْلِهَا حَرَّ الْقُبُوْرِ وَاِنَّمَا يَسْتَظِلُّ الْمُؤْمِنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيْ ظِلِّ صَدَقَتِهٖ۔ بے شک صدقہ کرنے والوں کو صدقہ قبر کی گرمی سے بچاتا ہے اور بلاشبہ مسلمان قیامت کے دن اپنے صدقہ کے سائے میں ہوگا۔[2]

④⇐ اِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ۔ بیشک صدقہ رب کے غضب کو بجھاتا اور بُری موت کو دفع کرتا ہے۔[3]

⑤⇐ بَاكِرُوْا بِالصَّدَقَةِ فَاِنَّ الْبَلَاءَ لَا يَتَخَطَّى الصَّدَقَةَ۔ صبح سویرے صدقہ دو کہ بلا صدقہ سے آگے قدم نہیں بڑھاتی۔[4]

⑥⇐ اِنَّ صَدَقَةَ الْمُسْلِمِ تَزِيْدُ فِي الْعُمْرِ وَتَمْنَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ وَيُذْهِبُ اللهُ الْكِبْرَ وَالْفَخْرَ۔ بے شک مسلمان کا صدقہ عمر بڑھاتا اور بُری موت کو روکتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے صدقہ دینے والے سے تکبُّر وتَفاخُر (بڑائی اور فخر کرنے کی بُری عادت) دور کر دیتا ہے۔[5]

---

❶ المعجم الکبیر، ۱۷/ ۲۸۰، حدیث: ۷۷۱

❷ شُعَبُ الایمان، باب الزکاۃ، التحریض علی صدقۃ التطوع، ۳/ ۲۱۲، حدیث: ۳۳۴۷

❸ ترمذی، کتاب الزکاۃ، باب ما جاء فی فضل الصدقۃ، ۲/ ۱۴۶، حدیث: ۶۶۴

❹ شُعَبُ الایمان، باب فی الزکاۃ، التحریض علی صدقۃ التطوع، ۳/ ۲۱۴، حدیث: ۳۳۵۳

❺ المعجم الکبیر، ۱۷/ ۲۲، حدیث: ۳۱

⑦ ⇦ اِنَّهَا حِجَابٌ مِّنَ النَّارِ لِمَنِ احْتَسَبَهَا يَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ۔ جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رِضا کی خاطِر صَدقہ کرے تو وہ (صَدقہ) اس کے اور آگ کے درمیان پردہ بن جاتا ہے۔[1]

⑧ ⇦ اِسْتَتِرِیْ مِنَ النَّارِ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَاِنَّهَا تَسُدُّ مِنَ الْجَائِعِ مَسَدَّهَا مِنَ الشَّبْعَانِ۔ آگ سے بچو اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعہ، یہ بھوکے کے لئے سَیری کے برابر ہے۔[2]

⑨ ⇦ اَلصَّلَاةُ بُرْهَانٌ وَّالصَّوْمُ جُنَّةٌ وَّالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ۔ نماز (ایمان کی) دلیل ہے اور روزہ (گناہوں سے) ڈھال ہے اور صَدقہ خطاؤں کو یوں مِٹا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو۔[3]

جنّت میں گھر کی ضمانت

ایک شخص خُراسان سے بَصرہ آیا اور اس نے حضرت سَیِّدُنا حبیب عجمی عَلَیْهِ رَحمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی کے پاس 10 ہزار درہم بطورِ امانت رکھے اور عرض کی کہ آپ اس کے لئے بَصرہ میں ایک گھر خریدیں تاکہ جب وہ مکّہ مکرّمہ سے لوٹے تو اس گھر میں رہے۔ اسی دوران لوگوں کو آٹے کی مہنگائی کا سامنا کرنا پڑا تو حضرت سَیِّدُنا

مدینہ

1 مجمع الزوائد، کتاب الزکاۃ، باب فضل الصدقۃ، ۳/ ۲۸۶، حدیث: ۴۶۱۷

2 مسند احمد، مسند السیدۃ عائشۃ رضی اللہ عنہا، ۹/ ۳۵۹، حدیث: ۲۴۵۵۵

3 ترمذی، ابواب السفر، باب ما ذُکر فی فضل الصلاۃ، ۲/ ۱۱۸، حدیث: ۶۱۴

حبیب عجمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے اُن درہموں سے آٹا خرید کر صَدقہ کر دیا، اُن سے کہا گیا کہ اُس شخص نے تو آپ سے گھر خریدنے کے لئے کہا تھا! فرمایا: میں نے اُس کے لئے جنّت میں گھر لے لیا ہے! اگر وہ اس پر راضی ہو گا تو ٹھیک، ورنہ میں اُسے 10 ہزار درہم واپس دے دوں گا۔ پھر جب وہ لوٹا تو پوچھا: اے ابو محمد! کیا آپ نے گھر خرید لیا؟ جواب دیا: ہاں! محلّات، نہروں اور درختوں کے ساتھ۔ وہ شخص بہُت خوش ہوا پھر کہنے لگا: میں اس میں رہنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا: میں نے وہ گھر اللہ تعالیٰ سے جنّت میں خریدا ہے! یہ سن کر اُس شخص کی خوشی مزید بڑھ گئی، اس کی بیوی بولی: ان سے کہو کہ اپنی ضَمانت کی ایک دستاویز لکھ دیں تو حضرت سَیِّدُنا حبیب عجمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے لکھا: ”بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم، جو گھر حبیب عجمی نے محلات، نہروں اور درختوں سمیت دس ہزار درہم میں اللہ تعالیٰ سے فُلاں بِن فُلاں کے لئے جنّت میں خریدا ہے یہ اس کی دستاویز ہے۔ اب اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذمۂ کرم پر ہے کہ وہ حبیب عجمی کی ضَمان کو پورا فرمادے۔“ کچھ عرصہ بعد اس شخص کا انتقال ہو گیا۔ اس نے یہ وصیت کی تھی کہ میرے کفن میں یہ رُقْعہ ڈال دینا۔ (تدفین کے بعد) جب صُبْح ہوئی تو لوگوں نے دیکھا کہ اس شخص کی قَبْر پر ایک رُقْعہ ہے جس میں لکھا تھا کہ یہ حبیب عجمی کے لئے اس مکان سے براءَت نامہ ہے جو انہوں نے فلاں شخص کے لئے خریدا تھا

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس شخص کو وہ مکان عطا فرما دیا۔ اس مکتوب کو حضرت سَیِّدُنا حبیب عجمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے لے لیا اور بہت روئے اور فرمایا: یہ **اللہ** تعالٰی کی جانب سے میرے لئے براءَت نامہ ہے۔ [1]

4 درہموں کے بدلے چار دعائیں

حضرت سَیِّدُنا مَنْصُور بن عَمّار عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْغَفَّار ایک روز وَعظ فرما رہے تھے، کسی حقدار نے 4 درہم کا سوال کیا تو آپ رَحمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے اعلان فرمایا: جو اس کو 4 درہم دے گا میں اس کے لیے 4 دعائیں کروں گا۔ اس وقت وہاں سے ایک غلام گزر رہا تھا جس کے قدم آپ کی رحمت بھری آواز سُن کر تھم گئے، اس کے پاس 4 درہم تھے جو اس نے سائل کو پیش کر دیئے۔ حضرت سیدنا مَنْصُور عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْغَفُور نے فرمایا: بتاؤ کون کون سی چار دعائیں کروانا چاہتے ہو؟ اس نے عرض کی: (۱) میں غلامی سے آزاد کر دیا جاؤں (۲) مجھے ان دراہم کا بدلہ مل جائے (۳) مجھے اور میرے آقا کو توبہ نصیب ہو (۴) میری، میرے آقا کی، آپ کی اور تمام حاضرین کی بخشش ہو جائے۔ حضرتِ سَیِّدُنا منصور بن عَمّار عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْغَفَّار نے ہاتھ اٹھا کر دعا فرما دی۔ غلام اپنے آقا کے پاس دیر سے پہنچا تو آقا نے سببِ تاخیر دریافت کیا، اس نے واقعہ کہہ سنایا۔ آقا نے پوچھا: پہلی دعا کون سی تھی؟ غلام بولا:

---

1 نزهة المجالس، باب فی فضل الصدقة...الخ، ۲/ ۶

میں نے عرض کی دعا کیجئے میں غلامی سے آزاد کر دیا جاؤں۔ یہ سن کر آقا کی زبان سے بے ساختہ نکلا: جا تو غلامی سے آزاد ہے۔ پوچھا: دوسری دعا کون سی کروائی؟ کہا: جو چار درہم میں نے دے دیئے ہیں اس کا نعم البدل مل جائے۔ آقا بولا: میں نے تجھے چار درہم کے بدلے 4 ہزار درہم دیئے۔ پوچھا: تیسری دعا کیا تھی؟ بولا مجھے اور میرے آقا کو گناہوں سے توبہ کی توفیق نصیب ہو جائے۔ یہ سنتے ہی آقا کی زبان پر اِسْتِغْفار جاری ہو گیا اور کہنے لگا میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔ چوتھی دعا بھی بتا دو؟ کہا میں نے اِلتجا کی کہ میری، میرے آقا کی، آپ جناب کی اور تمام حاضرینِ اجتماع کی مَغْفِرَت ہو جائے۔ یہ سن کر آقا نے کہا: ”تین باتیں جو میرے اختیار میں تھیں وہ کر لی ہیں چوتھی سب کی مغفرت والی بات میرے اختیار سے باہَر ہے۔“ اسی رات آقا نے خواب میں کسی کہنے والے کو سنا: جو تمہارے اختیار میں تھا وہ تم نے کر دیا اور تمہارا کیا خیال ہے کہ جو میرے اختیار میں ہے میں وہ نہیں کروں گا؟ میں ارحم الراحمین ہوں، جاؤ! میں نے تمہیں، تمہارے غلام کو، منصور کو اور تمام حاضرین کو بخش دیا۔ (1)

انسان کی ہلاکت

پیارے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے راہِ خُدا میں مال لُٹانے سے

---

1 روض الریاحین، ص۱۹۹

کیسی کیسی بَرکتیں حاصِل ہوتی ہیں مگر افسوس صد افسوس! جو لوگ بخل سے کام لیتے ہوئے راہِ خُدا میں مال لُٹانے کے بجائے جمع کرنے میں لگے رہتے ہیں ان کے کثیر مال جمع کرنے کی حِرص انہیں سَرکَش اور یادِ خُداوندی سے غافِل کر دیتی ہے اور وہ اپنے بُخل کی وجہ سے رِضائے رَبُّ الاَنام سے بھی محروم رہتے ہیں۔ چنانچہ،

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ یَّبْخَلُ ۚ وَ مَنْ یَّبْخَلْ فَاِنَّمَا یَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ الْغَنِیُّ وَ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ وَ اِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا یَكُوْنُوْۤا اَمْثَالَكُمْ ﴿۳۸﴾ (پ۲۶، محمد:۳۸)

ترجمۂ کنزالایمان: ہاں ہاں یہ جو تم ہو بلائے جاتے ہو کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو تو تم میں کوئی بخل کرتا ہے اور جو بخل کرے وہ اپنی ہی جان پر بخل کرتا ہے اور اللہ بے نیاز ہے اور تم سب محتاج اور اگر تم منہ پھیرو تو وہ تمہارے سوا اور لوگ بدل لے گا پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے۔

معلوم ہوا! ہمارا راہِ خُدا میں خَرچ کرنا اپنے فائدے کے لیے ہے کہ اس سے نہ صِرف اجر و ثواب ملتا ہے بلکہ آخِرت بھی سَنْورتی ہے، لہٰذا جو لوگ مال جمع کرنے کی حِرص میں مُبتَلا رہتے ہیں انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ یہ سب مال و مَتاع یہیں

رہ جائے گا اور انہیں ایک دن سب کچھ چھوڑ کر قبر میں جانا ہے۔ چنانچہ،

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ۙ﴿۱﴾ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ؕ﴿۲﴾ (پ۳۰، التکاثر: ۱، ۲) ترجمۂ کنزالایمان: تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا۔

حضرت سَیِّدُنا امام خازِن رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ (متوفی ۷۴۱ھ) تفسیرِ خازن میں مذکورہ آیتِ مُبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: کثرتِ مال کی حِرص اور اس پر مُفاخَرَت مَذمُوم (یعنی فخر کرنا بُرا) ہے اور اس میں مبتلا ہو کر آدمی سَعادَتِ اُخْرَوِیہ سے مَحروم ہو جاتا ہے۔[1]

مالی عبادت کی قبولیت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! زکوٰۃ اور صَدقہ و خیرات کا شُمار مالی عبادت میں ہوتا ہے اور اس عبادت کی توفیق **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مالداروں کو دی ہے تاکہ غریب و مسکین لوگوں کی حاجات پوری ہونے کے ساتھ ساتھ دولت کسی ایک جگہ جمع نہ ہو بلکہ پورے مُعاشَرے میں گردِش کرتی رہے۔ نیز **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے دولت کو غریبوں اور مسکینوں پر خَرْچ کرنے کو اپنی رضا کا ذریعہ بھی قرار دیا ہے،

مدینہ

1. تفسیر خازن، پ۳۰، التکاثر، ۴/ ۴۰۴

لہٰذا اگر کوئی شخص کسی غریب و مسکین شخص کی مالی مَدد کرے تو خود کو اس کا مُحسِن اور اس شخص کو جس کی اس نے مَدد کی ہے حقیر تَصَوُّر نہ کرے کیونکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنی راہ میں خَرْچ کرنے والوں کے مُتَعلق ارشاد فرمایا ہے:

اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَہُمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ثُمَّ لَا یُتۡبِعُوۡنَ مَاۤ اَنۡفَقُوۡا مَنًّا وَّ لَاۤ اَذًی ۙ لَّہُمۡ اَجۡرُہُمۡ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ ۚ وَ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ﴿۲۶۲﴾ قَوۡلٌ مَّعۡرُوۡفٌ وَّ مَغۡفِرَۃٌ خَیۡرٌ مِّنۡ صَدَقَۃٍ یَّتۡبَعُہَاۤ اَذًی ؕ وَ اللّٰہُ غَنِیٌّ حَلِیۡمٌ ﴿۲۶۳﴾

ترجَمۂ کنزالایمان: وہ جو اپنے مال **اللہ** کی راہ میں خَرْچ کرتے ہیں پھر دیئے پیچھے (یعنی دینے کے بعد) نہ احسان رکھیں نہ تکلیف دیں ان کا نیگ (اجر و ثواب) ان کے رب کے پاس ہے اور انہیں نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم اچھی بات کہنا اور در گزر کرنا اس خیرات سے بہتر ہے جس کے بعد ستانا ہو اور **اللہ** بے پروا حلم والا ہے۔ (پ۳، البقرۃ: ۲۶۲، ۲۶۳)

امام خازِن رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ اس آیتِ مُبارَکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ احسان رکھنے سے مُراد کسی کو کچھ دینے کے بعد دوسروں کے سامنے یہ اِظہار کرنا ہے کہ میں نے اتنا کچھ تجھے دیا اور تیرے ساتھ ایسے ایسے سُلوک کیے۔ پس اس طرح کسی کو مکدّر (یعنی رنجیدہ و غمگین) کرنا احسان جتانا کہلاتا ہے اور کسی کو تکلیف دینے سے مُراد اس کو عار دِلانا ہے مثلاً یہ کہا جائے کہ تو نادار تھا، مُفلِس تھا، مجبور

تھا، نکمّا تھا وغیرہ میں نے تیری خبر گیری کی۔ مزید فرماتے ہیں: اگر سائل کو کچھ نہ دیا جائے تو اس سے اچھی بات کہنا اور خوش خُلقی کے ساتھ ایسا جواب دینا جو اس کو ناگوار نہ گزرے اور اگر وہ سوال میں اصرار کرے یا زبان درازی کرے تو اس سے درگزر کرنا (اس خیرات سے بہتر ہے جس کے بعد ستانا ہو)۔ [1]

اِحْتِرامِ مُسْلِم

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! غور فرمایئے! اسلام نے اِحْتِرامِ مُسْلِم کا کس قدر لحاظ رکھا ہے کہ کوئی بھی شخص اپنے مسلمان بھائی کی مالی اِمداد کرنے کے بعد احسان جتا کر یا طعنہ دے کر اس کو تکلیف مَت دے، بلکہ اس کی عِزّتِ نفس کا احترام کرے، کیونکہ صَدقہ وخیرات دینے سے کسی کو یہ حق حاصِل نہیں ہو جاتا کہ جب چاہے احسان یاد دِلا کر غریب کی عِزّت کی دھجیاں بکھیرنے لگے۔ ایسے صَدقہ سے تو بہتر تھا کہ وہ اسے کچھ دیتا ہی نہیں بلکہ اس سے کوئی اچھی بات کہہ دیتا، مَعْذِرَت کرلیتا یا کسی اور شَخْص کے پاس بھیج دیتا۔ یہاں ان لوگوں کے لیے درسِ ہدایت ہے جو پہلے جَوش میں آکر ضَرورت مندوں کی اِمداد تو کر دیتے ہیں مگر بعد میں اپنے طعنوں کے تیروں سے ان کے سینے چھلنی کر دیتے ہیں کہ کسی بات پر ذرا غُصّہ آیا فوراً اپنے احسانات کی لمبی فہرست سنانا شُروع کر دیتے ہیں۔ بطورِ نمونہ

---

1. تفسیر خازن، پ۳، البقرۃ، ۱/ ۲۰۶

طعنوں کے چند تیر پیشِ خدمت ہیں:

❁ کل تک وہ فقیر تھا، بھیک مانگتا پھرتا تھا میرا دیا ہوا کھاتا تھا اور آج مجھے ہی آنکھیں دکھاتا ہے۔

❁ جب اس کی ماں ہسپتال میں ایڑیاں رگڑ رہی تھی تو میں نے مدد کی تھی۔

❁ اس کی بیٹی کی شادی میں نے کروائی، سارے احسانات بھول گیا نمک حرام کہیں کا وغیرہ وغیرہ۔

یاد رکھئے! اس طرح کی باتوں میں خسارہ ہی خسارہ ہے کیونکہ مال تو آپ دے ہی چکے، اب طعنے دے کر اور احسان جتا کر ثواب ضائع مت کیجئے۔ چنانچہ پارہ 3 سورۃُ البقرۃ کی آیت نمبر 264 میں ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰىۙ

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو اپنے صدقے باطل نہ کر دو احسان رکھ کر اور ایذا دے کر۔ (پ٣، البقرۃ: ٢٦٤)

تفسیرِ مدارک میں حضرت سَیِّدُنا ابوالبرکات **عبد اللہ** بن احمد بن محمود نسفی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ٧١٠ھ) اس آیتِ مُبارَکہ کے تحت فرماتے ہیں: جس طرح مُنافق کو رِضائے اِلٰہی مقصود نہیں ہوتی وہ اپنا مال ریاکاری کے لئے خَرْچ کرکے ضائع کر دیتا ہے اس طرح تم احسان جتا کر اور ایذا دے کر اپنے صَدقات کا

اجر ضائع نہ کرو۔[1]

تین ضروری باتیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا صَدَقہ دینے یعنی راہِ خُدا میں خَرچ کرتے ہوئے تین باتیں پیشِ نظر رکھنا بَہُت ضروری ہیں:

(۱) صَدَقہ دے کر احسان نہ جتائے۔

(۲) جسے صَدَقہ دے اس کے دل کو طعنوں کے تیروں سے زخمی نہ کرے۔

(۳) صَدَقہ اخلاص کے ساتھ اور رضائے خُداوندی کے حُصول کے لیے دے۔

مسلمانوں کو طعنے دیکر، احسان جتا کر دل آزاریاں کرنے والوں اور ریاکاری کی آفت میں مبتلا ہونے والوں کے لئے مَقامِ غَور ہے، انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ جب بھی صَدَقہ وخیرات کی سَعادَت حاصِل ہوتو مذکورہ تینوں باتوں کو پیشِ نظر رکھیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ کل بروزِ قِیامَت ان کا شُمار بھی ان مُفلِسوں میں ہو جو ڈھیروں نیکیاں لے کر آئیں گے مگر تَہی دَسْت (خالی ہاتھ) رہ جائیں گے۔ چنانچہ،

مفلس کون؟

مُسْلِم شریف میں حضرت سَیِّدُنا مُسْلِم بِن حَجّاج قُشَیْری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی روایت فرماتے ہیں کہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مـــــــــــــــــــــــــــــــــــــدینہ

[1] تفسیر مدارک، پ۳، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۶۴، ص ۱۳۷

نے اِستِفسار فرمایا: کیا تم جانتے ہو مُفلِس کون ہے؟ صَحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: یارسولَ اللّٰہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! ہم میں سے جس کے پاس دراہم ہوں نہ دیگر سامان، وہ مُفلِس ہے۔ فرمایا: "(نہیں! یہ لوگ حقیقت میں مُفلِس نہیں بلکہ) میری اُمّت میں مُفلِس وہ ہے جو قِیامَت کے دن نماز، روزے اور زکوٰۃ تو لے کر آئے گا مگر ساتھ ہی کسی کو گالی بھی دی ہوگی، کسی کو تُہمت لگائی ہوگی، اُس کا مال ناحَق کھایا ہوگا، اُس کا خون بہایا ہوگا، اِس کو مارا ہوگا۔ پس (ان سب گُناہوں کے بدلے میں) اس کی نیکیوں میں سے کچھ اِس مظلوم کو دے دی جائیں گی اور کچھ اُس مظلوم کو۔ پھر اگر اُس کے ذمے جو حُقوق تھے اُن کی ادائیگی سے پہلے اُس کی نیکیاں خَتْم ہوگئیں تو اُن مظلوموں کی خطائیں لیکر اُس ظالِم پر ڈال دی جائیں گی، پھر اُسے آگ میں پھینک دیا جائے گا۔"[1]

مظلوم کو نیکیاں دینی پڑیں گی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا کسی کی دِل آزاری کے سبب بروزِ قیامت پہاڑ برابر نیکیاں بھی کم پڑ سکتی ہیں، لہٰذا کسی کو صَدقہ وخیرات دینے کے ساتھ ساتھ اسے طعنے دے کر یا احسان جتا کر اس کی دِل آزاری کرنے سے ڈریئے، کہیں ایسا نہ ہو کہ بروزِ قِیامَت یہ شخص بارگاہِ خُداوَندی میں حاضِر ہو کر

[1] مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب تحریم الظلم، ص ۱۳۹۴، حدیث: ۲۵۸۱

اپنے حق کے مُطالبے میں ہم سے ہماری ساری نیکیاں لے لے اور حِساب پورا نہ ہونے کی صُورت میں اس کے گناہ ہم پر ڈال دیئے جائیں اور آخر میں کہا جائے کہ یہ وہ مُفْلِس انسان ہے جو نیکیوں کا بہُت بڑا خَزانہ لانے کے باوُجُود جہنّم کا ایندھن بن رہا ہے۔ چنانچہ آیئے! مذکورہ تینوں اَہَم باتوں کا ایک مختصر جائزہ لیتے ہیں کہ یہ کس طرح ہماری نیکیوں کو برباد کرسکتی ہیں۔

(1،2) طعنہ زنی و احسان جتانا

احسان جتانا اور طعنہ دینا بہُت مذموم فعل ہے جو کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتا۔ لہٰذا لوگوں کی مَدَد کرکے بھول جانا چاہیئے اور کبھی بھی کسی پر احسان نہیں جتانا چاہیئے۔ ورنہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی مُقَدّر کا حِصّہ بن سکتی ہے۔ چنانچہ،

جَلِیْلُ القدر تابعی حضرت سَیِّدُنا حَسَن بَصْری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: بعض لوگ ایک شخص کو راہِ خُدا میں جہاد وغیرہ پر بھیجتے ہیں یا کسی آدمی پر کچھ خَرْچ کرتے ہیں اور اس کے نان ونَفَقہ (اخراجات) کا اِہْتِمام کرتے ہیں تو بعد میں اس پر احسان جتا کر اسے ایذاء پہنچاتے ہیں۔ مثلاً احسان جتلاتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے راہِ خُدا میں اتنا اتنا خَرْچ کیا، بارگاہِ خُداوندی میں ان کے عَمَل کا کوئی ثواب نہیں۔ جو لوگ کسی کو دے کر یہ کہتے ہیں کہ کیا میں نے تم کو اتنی اتنی چیز نہیں دی تھی، وہ اس کو ایذا پہنچاتے ہیں۔ (1)

---

1 دُرِّ منثور، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۶۲، ۲/ ۳۹

جنّت سے محرومی کا سَبَب

پیارے اسلامی بھائیو! مذکورہ فرمان سے ان لوگوں کو درسِ عِبرت حاصِل کرنا چاہیئے جو غریبوں کی مَدد کرکے انہیں اپنا زَر خرید غلام سمجھتے ہوئے ہر لمحہ انہیں اپنے احسانات یاد کراتے رہتے ہیں اوریوں وہ غریب و مسکین لوگ ہمیشہ ان کے احسانات کے بَوجھ تلے دَبے رہتے ہیں اور کبھی چُھٹکارا حاصل نہیں کرپاتے۔یہی وجہ ہے کہ رحمتِ خُداوَندی سے دُوری اور جنّت سے محرومی کا ایک سَبَب کسی پراحسان کرکے اسے باربار جتلانے کو بھی ٹھہرایا گیاہے۔چنانچہ،

حضرت سَیِّدُنا **عبدالله** بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے کہ دَوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: قِیامَت کے دن **الله** عَزَّوَجَلَّ تین شخصوں کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرمائے گا: ماں باپ کا نافرمان، عادی شرابی اور کچھ دے کر احسان جتانے والا۔[1] اور حضرت سَیِّدُنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مَروی روایت میں ہے کہ رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ماں باپ کا نافرمان، عادی شرابی اور احسان جتانے والا جنّت میں داخِل نہیں ہوگا۔[2]

---

1. شعب الایمان، باب فی بر الوالدین، ۶/ ۱۹۲، حدیث: ۷۸۷۷
2. شعب الایمان، باب فی بر الوالدین، ۶ /۱۹۱، حدیث: ۷۸۷۴

(3) رِیاکاری منافقین کی صفت ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نیکیوں کو ہر اس چیز سے پاک رکھنا ضَروری ہے جس سے وہ نیکی نیکی نہ رہے بلکہ دُنیَوی فعل بن جائے۔ فی زمانہ اوّلاً تو ہم سے نیکیاں ہوتی ہی نہیں اور کبھی خوش قسمتی سے کوئی نیکی کرنے میں کامیاب ہو بھی گئے تو وہ بھی نام و نُمود اور رِیاکاری کی نذر ہو کر برباد ہو جاتی ہے۔ رِیاکاری سخت تباہ کُن اور منافقین کی صِفَت ہے۔ لٰہذا صَدَقہ و خیرات جیسی عظیم نیکی دِکھاوے کے بجائے رِضائے رَبُّ الانام کے حُصول کے لیے ہونی چاہئے۔ چنانچہ،

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًاؕ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْاؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶۴﴾ (پ۳، البقرۃ: ۲۶۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اس کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دِکھاوے کے لئے خَرچ کرے اور اللہ اور قِیامت پر ایمان نہ لائے تو اس کی کہاوت ایسی ہے جیسے ایک چٹان کہ اس پر مٹّی ہے اب اس پر زور کا پانی پڑا جس نے اسے نِرا پتھّر کر چھوڑا اپنی کمائی سے کسی چیز پر قابو نہ پائیں گے اور اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا۔

تفسیرِ کبیر میں حضرت سَیِّدُنا امام فخر الدین رازی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۶۰۶ھ) اس آیتِ مُبارَکہ کے تحت فرماتے ہیں: یہ ریاکار مُنافق کے عَمَل کی مِثال ہے کہ جس طرح پتھر پر مٹّی نظر آتی ہے لیکن بارِش سے وہ سب دور ہو جاتی ہے، خالی پتھر رہ جاتا ہے۔ یہی حال مُنافق کے عَمَل کا ہے کہ دیکھنے والوں کو معلوم ہوتا ہے کہ عَمَل ہے حالانکہ روزِ قِیامَت وہ تمام اَعمال باطِل ہوں گے کیونکہ رِضائے اِلٰہی کے لئے نہ تھے۔[1]

اَعمال کی بربادی

پیارے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا جو شخص لوگوں کے دِکھاوے کے لیے راہِ خُدا میں کچھ خَرْچ کرتا ہے ریاکاری اس کے راہِ خُدا میں خَرْچ کیے گئے مال کو خَس و خاشاک (گھاس کے تِنکوں) کی طرح بَہا لے جاتی ہے جیسے بارِش کسی پتّھر پر جمع ہونے والی مٹّی کو اپنے ساتھ بَہا لے جاتی ہے۔ دُنیا کے دھوکے و ریاکاری میں مُبتَلا صدقہ وخیرات کرنے والے لوگ بظاہر یہ سمجھتے رہتے ہیں کہ ان کے پاس نیکیوں کا بَہُت بڑا ذخیرہ جمع ہے مگر افسوس جب بروزِ قِیامَت بارگاہِ خُداوَندی میں حاضِر ہوں گے اور پُرسِش ہو گی تو ان کے نامۂ اعمال میں ریاکاری کے ساتھ کی جانے والی نیکیوں میں سے کچھ بھی نہ بچے گا۔

[1] تفسیر کبیر، پ۳، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۶۴، ۳/ ۴۷

پس صَدَقہ و خیرات کرنے والا جب بھی صَدَقہ و خیرات کرے تو اِخلاص کے ساتھ مَحْض اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لیے صَدَقہ دے، لوگوں کو دِکھانے کے لیے صَدَقہ دے نہ ضَرورت مندوں سے اپنی سَخاوَت اور دریادِلی کے قصیدے سننے کی نیّت رکھے اور نہ یہ خواہش کرے کہ لوگوں میں اس کی فیاضی اور سَخاوَت کے ڈنکے بجیں۔ اس لیے کہ جو عَمَل اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کی خاطِر کیا جائے وہی بارگاہِ خُداوَندی میں قبول ہوتا ہے اور جس عَمَل میں ریاکاری کا عُنْصر شامِل ہو وہ کبھی قبول نہیں ہوتا۔ چنانچہ،

محبوبِ ربِّ دَاوَر، شَفِیعِ روزِ مَحْشَر صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عِبْرَت نِشان ہے: اللہ عَزَّوَجَلَّ اس عَمَل کو قبول نہیں فرماتا جس میں رائی کے دانے برابر بھی رِیا ہو۔ (1) اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی طالِبِ شُہرت، رِیاکار اور لَہو ولَعْب میں پڑے رہنے والے شَخص کا کوئی عَمَل قبول نہیں فرماتا۔ (2) بلکہ ایک روایت میں ہے کہ ایک شَخص نے سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں عرض کی: کل بروزِ قِیامَت کونسی چیز نجات دِلائے گی؟ تو آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: (اگر نجات چاہتا ہے تو) اللہ عَزَّوَجَلَّ کو دھوکا نہ

1 الترغیب والترھیب، کتاب الاخلاص، ۱/ ۴۷، حدیث: ۵۴

2 حلیۃ الاولیاء، الربیع بن حثیم، ۲/ ۱۳۹، حدیث: ۱۷۳۲

دینا۔ اس نے (بڑی حیرانی سے) عرض کی: اللہ عَزَّوَجَلَّ کو کیسے دھوکا دیا جا سکتا ہے؟ تو آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اس طرح کہ تم کوئی ایسا کام کرو جس کا حکم تو تمہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دیا ہو مگر تمہارا مقصود غَیْرُ اللہ کی رضا (یعنی لوگوں کی خوشنودی) کا حُصول ہو۔ لہٰذا ریاکاری سے بچتے رہو کیونکہ یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شرک (اَصغر) ہے اور قِیامَت کے دن ریاکار کو لوگوں کے سامنے چار ناموں سے پکارا جائے گا یعنی اے بدکار! اے دھوکے باز! اے کافِر! اے خَسارہ پانے والے! تیرا عَمَل خراب ہوا اور تیرا اجر برباد ہوا، آج تیرے لئے کوئی حِصّہ نہیں، اے دھوکا دینے کی کوشش کرنے والے! اپنا اجر اسی سے وُصُول کر جس کے لئے تو عَمَل کیا کرتا تھا۔ (1)

حسرت و یاس کی انتہا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ریاکار اور صَدقہ دے کر احسان جتانے اور طعنہ دینے والے کو قِیامَت کے دن اپنے اعمال کے نامقبول ہونے پر جو حَسرت و ندامَت ہو گی اسے اس مِثال سے سمجھئے کہ کسی شخص کے پاس ایک ایسا باغ ہو جس کے نیچے ندیاں بہتی ہوں اور اس میں قِسم قِسم کے درخت عمدہ و نفیس پھلوں اور میووں سے لدے پھندے ہوں، وہ باغ فَرحَت انگیز و دِلکُشا ہونے کے ساتھ ساتھ

مدینہ

1 الزواجر عن اقتراف الکبائر، ۱/ ۸۵

نافع اور عمدہ جائیداد بھی ہو۔ مگر وہ شخص بوڑھا ہو جائے اور اپنے بال بچوں کی خاطر کمانے کی اس میں طاقت نہ رہے، اس کے بچے بھی ابھی اس قابل نہ ہوں کہ محنت مزدوری کر کے اپنے بوڑھے ماں باپ کا سہارا بن سکیں۔

الغرض وہ شخص انتہائی حاجت مند ہو اور اس کی گزر بسر کا اِنْحِصار بھی صِرف اسی باغ پر ہو کہ اچانک انتہائی تیز ہَوا کا ایک بگولا آئے، جس میں آگ ہو اور وہ باغ جَل کر خاکِستر ہو جائے تو اس وَقْت اس شخص کے رنج و غم اور حَسْرت و یاس کا جو عالَم ہو گا وہی حال اس شخص کا بھی ہو گا جس نے اَعمالِ حَسَنہ تو کئے ہوں مگر رِضائے اِلٰہی کے لئے نہیں بلکہ ریا کی غرض سے اور وہ اس گمان میں ہو کہ میرے پاس نیکیوں کا ذخیرہ ہے مگر جب شِدَّتِ حاجَت کا وَقْت یعنی قِیامَت کا دن آئے تو اللہ تعالیٰ ان اعمال کو نامقبول کر دے۔ چنانچہ پارہ 3 سورۃُ البقرہ کی آیت نمبر 266 میں ارشاد ہوتا ہے:

اَیَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّ اَعْنَابٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُۙ لَهٗ فِیْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِۙ وَ اَصَابَهُ الْكِبَرُ وَ لَهٗ ذُرِّیَّةٌ ضُعَفَآءُ ۚۖ فَاَصَابَهَاۤ اِعْصَارٌ

ترجمۂ کنزالایمان: کیا تم میں کوئی اسے پسند رکھے گا کہ اس کے پاس ایک باغ ہو کھجوروں اور انگوروں کا جس کے نیچے ندیاں بہتیں اسکے لئے اس میں ہر قسم کے پھلوں سے ہے اور اسے بڑھاپا آیا اور

فِیۡہِ نَارٌ فَاحۡتَرَقَتۡ ؕ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمُ الۡاٰیٰتِ لَعَلَّکُمۡ تَتَفَکَّرُوۡنَ ﴿۲۶۶﴾ (پ۳، البقرۃ: ۲۶۶)

اسکے ناتواں بچے ہیں تو آیا اس پر ایک بگولا (انتہائی تیز ہوا کا چکر) جس میں آگ تھی تو جل گیا ایسا ہی بیان کرتا ہے اللہ تم سے اپنی آیتیں کہ کہیں تم دھیان لگاؤ۔

اِمام جَلالُ الدین سُیوطی علیہ رحمۃ اللہ القوی دُرِّ مَنْثُور میں فرماتے ہیں کہ ایک بار اَمِیْرُ المومنین حضرت سَیِّدُنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیتِ مُبارَکہ کے متعلق ارشاد فرمایا کہ یہ ایسی آیتِ مُبارَکہ ہے جس کے متعلق کسی نے میری تشفی (تسلّی) نہیں کی۔ تو حضرت سَیِّدُنا ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کی: اے اَمِیْرُ المومنین! میرے دل میں اس آیتِ مُبارَکہ کے متعلق ایک تفسیر ہے۔ اَمِیْرُ المومنین حضرت سَیِّدُنا عمر فاروق نے فرمایا: اپنے آپ کو کم تر نہ سمجھئے بلکہ بیان کیجئے۔ حضرت سَیِّدُنا ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ارشاد فرمایا: اے اَمِیْرُ المومنین! یہ ایک مِثال ہے جس میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے بیان فرمایا ہے کہ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ وہ تمام عمر نیک، صالح اور سَعَادَت مندوں والے اعمال کرتا رہے یہاں تک کہ جب وہ بوڑھا ہو جائے، موت اس کے سر پر منڈلانے لگے، اس کی ہڈیاں کمزور ہو جائیں اور اس کو نیک اعمال پر خاتمہ کی بھی زیادہ ضَرورت ہو تو اس وقت یہ بدبختوں والے عمل کرکے نہ صرف اپنے اعمال برباد

کرلے بلکہ اس کی یہ بداعمالیاں اس کے نیک اعمال کو بھی جلا کر خاکِستر کر دیں۔ راوی فرماتے ہیں اس تفسیر نے اَمیرُ المومنین حضرت سَیِّدُنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دِل پر اثر کیااور آپ نے اسے بَہُت پسند فرمایا۔[1]

اخلاص کہاں ہے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا ریاکاری میں تباہی ہی تباہی ہے، لہٰذا یاد رکھئے اعمال کی قبولیت کے لئے بنیادی شَرْط اِخلاص ہے مگر بد قسمتی سے بظاہر ایسا لگتا ہے کہ ہمارے اَعْمال میں اِخلاص بَہُت ہی کم ہو تا جارہا ہے، شہرت اور نام ونمود کی چاہَت نے ہمیں کہیں کا نہیں چھوڑا، فی زمانہ لوگوں کی ایک کثیر تعداد کو دیکھا جاسکتا ہے کہ مَسْجِد یا مدرسے کی کوئی ضَرورت پوری کرتے ہیں تو سب کے سامنے اس کاڈَنکا بجانا بھی ضَروری سمجھتے ہیں، لہٰذا اگر ان کا نام لے کر اِعْلان نہ کیا جائے یا ان کے نام کی تختی نہ لگائی جائے تو بَسا اوقات ناراض ہو جاتے ہیں۔اسی طرح کسی کے گھر میں خوشیوں کے شادیانے بج رہے ہوں اور مالی مشکلات اس کی مسکراہٹوں پر پانی پھیرنے والی ہوں یا کوئی بیماریوں وغیرہ کے بَوجھ سے غموں کے پہاڑ تلے دبا ہو تو ایسے موقع پر دیکھا جاتا ہے کہ بعض لوگ ان اَفراد کی مَدَد اس لیے کرتے ہیں کہ برادری یا مُعاشَرے میں ان کی دَرْیادِلی کا شُہرہ ہو۔

---

1 در منثور، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۶۶، ۲/ ۴۸

آخر ہم کیوں لوگوں کو اپنی نیکیاں بتانا چاہتے ہیں؟ آہ! اِخلاص کہاں چلا گیا؟ کیا ہمارے اس طَرزِ عَمَل میں کہیں دور دور تک اِخلاص کا پتا چلتا ہے؟

اِخلاص کی پہچان

اگر جاننا چاہتے ہیں کہ ہمارے اَعْمال میں اِخلاص ہے یا نہیں تو اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ہم اپنی نیّت اور کیفیت پر غور کریں کہ عَمَل کرتے وقت ہماری نیّت کیا ہوتی ہے اور عَمَل کے بعد ہماری کیفیت کیا ہوتی ہے۔ چنانچہ اِخلاص کی پہچان کے سلسلے میں شیخ طریقت، اَمیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ ارشاد فرماتے ہیں: ''مخلص وہ ہے کہ جس طرح اپنے گناہوں کو چھپاتا ہے اسی طرح اپنی نیکیوں کو چھپائے۔''(1)

پیارے اسلامی بھائیو! آج کے دَور میں کون ہے جو نیکیوں کو گناہوں کی طرح چھپاتا ہے؟ اگر کوئی کہے کہ لوگ گناہوں کا بھی چرچا کرتے ہیں مثلاً کسی نے فلم دیکھ لی تو وہ اگلے دن آکر دوستوں میں فِلْم کی کہانی سناتا ہے۔ تو ایسوں کی خدمت میں عرض ہے کہ ایسا وہی لوگ کرتے ہیں جن کا اپنی مجالس میں ایسی باتوں کا تذکرہ کرنا مَعْیُوب نہیں سمجھا جاتا۔ وَرْنہ بالفرض اگر کوئی مذہبی

---

(1) اخلاص کی پہچان اور ریاکاری کی تباہ کاری سے آگاہی کے لئے شیخ طریقت، امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا بیان ''نیکیاں چھپاؤ'' سننا مفید رہے گا۔

وَضع قطع والا شخص شیطان کے بَہکاوے میں آکر رات کے اندھیرے میں ایسی حرکت کر بیٹھے تو وہ کبھی بھی لوگوں کو نہیں بتائے گا کہ میں نے فُلاں گناہوں بھرا کام کیا ہے۔ البتہ! یہ ممکن ہے کہ وہ اپنی نیکیوں کے متعلق دوسروں کو بتاتا پھرے خواہ اس نے یہ نیکیاں رات کے اندھیرے میں کی ہوں یا دِن کے اُجالے میں۔ چنانچہ شیخِ طریقت، اَمیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ نے ہمیں مخلص بننے کا جو آسان طریقہ عطا فرمایا ہے، اے کاش! ہم اس کے مِصْدَاق بن جائیں اور جس طرح اپنے گناہوں کو چھپاتے ہیں اسی طرح اپنی نیکیوں کو بھی چھپانے لگیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اس کا مِصْدَاق بنادے اور اِخلاص کے ساتھ صَدقات وخیرات کرنے اور خوب خوب نیک اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اِخلاص کی بَرَکتیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بارگاہِ خُداوندی میں صَدقہ وخیرات کی قبولیت کا سَبَب مال کی کَثْرَت یا قِلَّت نہیں بلکہ اِخلاص کی دَولَت ہے۔ چنانچہ کوئی راہِ خُدا میں کم خَرْچ کرے یا زیادہ، اگر اس میں خُلوص نہیں تو اسے کوئی فائدہ حاصِل نہ ہوگا اور اگر اس میں خُلوص ہوگا تو اس کے اجر وثواب کا باغ ہمیشہ پھلتا پھولتا رہے گا، کیونکہ اِخلاص میں بڑی بَرَکتیں ہیں۔ چنانچہ مخلصین کے اَعْمال کی مِثال دیتے ہوئے اللہ عَزَّوَجَلَّ سورۂ بقرہ کی ۲۶۵ ویں آیت میں ارشاد فرماتا ہے:

وَ مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَ تَثْبِیْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَیْنِۚ فَاِنْ لَّمْ یُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ (۲۶۵) (پ۳، البقرۃ: ۲۶۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی رضا چاہنے میں خرچ کرتے ہیں اور اپنے دل جمانے کو اس باغ کی سی ہے جو بھوڑ (ریتلی زمین) پر ہو اس پر زور کا پانی پڑا تو دُونے میوے لایا پھر اگر زور کا مینھ اُسے نہ پہنچے تو اوس کافی ہے اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

حضرت سَیِّدُنا محیی السنۃ، ابو محمد حسین بن مَسْعود بَغَوی (متوفی ۵۱۰ھ) تفسیرِ بَغَوی میں فرماتے ہیں: یہ مومن مخلص کے اعمال کی ایک مثال ہے کہ جس طرح بلند خِطّہ کی بہتر زمین کا باغ ہر حال میں خوب پھلتا ہے خواہ بارش کم ہو یا زیادہ ایسے ہی بااِخلاص مومن کا صَدقہ اور اِنفاق خواہ کم ہو یا زیادہ اللہ تعالیٰ اس کو بڑھاتا ہے۔[1] اور اِخلاص کی پہچان کے متعلق صدرُ الافاضل حضرتِ علّامہ مولانا سَیِّد محمد نعیم الدین مُراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی سورۂ نَحل کی 66ویں آیتِ مُبارکہ کی تفسیر میں حضرت سَیِّدُنا شَقیق بَلْخی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کا ایک قول کچھ یوں نقل فرماتے ہیں کہ نعمت کا اِتْمام (کمال) یہی ہے کہ دُودھ صاف خالِص آئے اور اس

مـــــدینہ

[1] تفسیر بغوی، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۶۵، ۱/۱۹۱

میں خون اور گوبر کے رنگ و بُو کا نام و نشان نہ ہو، ورنہ نعمت تام (مکمل) نہ ہو گی اور طَبعِ سَلِیم اس کو قبول نہ کرے گی۔ جیسی صاف نعمت پَرْوَرْدگار کی طرف سے پہنچتی ہے بندے کو لازم ہے کہ وہ بھی پَرْوَرْدگار کے ساتھ اِخلاص سے مُعاملہ کرے اور اس کے عمل ریا اور ہوائے نفس کی آمیزشوں سے پاک و صاف ہوں تاکہ شرفِ قبول سے مُشَرَّف ہوں۔[1]

مال ایک آزمائش ہے

پیارے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا جن اسلامی بھائیوں کے پاس اس قَدَر کثیر مال نہ ہو کہ وہ دل کھول کر راہِ خُدا میں خَرْچ کر سکیں تو وہ غم زدہ نہ ہوں بلکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے دیئے ہوئے مال سے اپنی حیثیت کے مُطابِق راہِ خُدا میں خَرْچ کرتے رہیں کیونکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ مِقْدار نہیں بلکہ نِیّتوں کا اِخلاص دیکھتا ہے۔ نیز یاد رکھئے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ بعض لوگوں کو وافِر مال عطا فرماتا ہے تاکہ انہیں آزمائے کہ وہ اس مال کے ذریعے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی پیدا کردہ بے شُمار نعمتوں سے سرشار ہو کر شکر ادا کرتے ہیں یا نہیں اور بعضوں کو مال نہ دے کر آزماتا ہے کہ کیا وہ رُوکھی سُوکھی پر صبر کرتے ہیں یا نہیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی یاد رکھئے کہ مال ایک زہریلے سانپ کی طرح ہے جس کا زہر کسی کی ہلاکت کا سَبَب بھی بن سکتا ہے

مدینہ

[1] خزائن العرفان، پ ۱۴، النحل، تحت الآیۃ: ٦٦

توکسی کی جان بطورِ تریاق بچا بھی سکتا ہے، اس لیے کہ مال کے فوائد اس کے تریاق اور اس کی آفات اس کا زہر ہیں اور وہی شخص مال کے شَر سے بچ کر اس کی بھلائی حاصِل کر سکتا ہے جو اس کے فوائد اور آفات کو پہچانتا ہے۔ چنانچہ،

حضرت سَیِّدُنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ دو عالَم کے مالِک و مختار باذنِ پروردگار، مکّی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: بنی اسرائیل میں تین شخص تھے۔ ایک بَرص والا، دوسرا گنجا، تیسرا اندھا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کا امتحان لینا چاہا، ان کے پاس (انسانی صُورَت میں) ایک فرشتہ بھیجا۔ پہلے وہ بَرص کے مریض کے پاس آیا اور اس سے پوچھا: تجھے سب سے زیادہ کون سی چیز محبوب ہے؟ اس نے کہا: مجھے اچھا رنگ اور اچھی جِلد پسند ہے اور میری خواہش ہے کہ جس بیماری کی وجہ سے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں وہ مجھ سے دور ہو جائے۔ فرشتے نے اسکے جسم پر ہاتھ پھیرا تو اس کی وہ بیماری جاتی رہی، اس کا رنگ بھی اچھا ہوگیا اور جِلد بھی اچھی ہوگئی۔ پھر فرشتے نے اس سے پوچھا: تجھے کونسا مال زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا: مجھے اُونٹنی پسند ہے۔ اسی وَقْت اسے دَس ماہ کی حامِلہ اونٹنی دے دی گئی اور فرشتے نے دُعا دی: اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھے اس میں بَرکت دے۔ پھر وہ فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور اس سے پوچھا: تجھے کون سی شے سب سے زیادہ محبوب ہے؟ اس نے کہا: مجھے خوبصورت بال زیادہ پسند ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ

جس چیز کی وجہ سے لوگ مجھ سے گِھن کھاتے ہیں وہ دور ہو جائے۔ فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اس کی وہ شے جاتی رہی جس سے لوگ گِھن کھاتے تھے اور اس کے سر پر بہترین بال آ گئے۔ فرشتے نے پوچھا: تجھے کون سا مال زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا: مجھے گائے بہُت پسند ہے۔ چنانچہ اسے ایک گابھن گائے دے دی گئی۔ فرشتے نے اس کے لئے دعا کی: اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھے اس میں بَرَکت دے۔ پھر فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور اس سے کہا: تجھے سب سے زیادہ کون سی چیز محبوب ہے؟ اس نے کہا: مجھے یہ پسند ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ میری بینائی مجھے واپس کر دے تاکہ میں لوگوں کو دیکھ سکوں۔ فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اس کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ پھر اس سے پوچھا: تجھے کون سا مال زیادہ محبوب ہے؟ اس نے کہا: بکریاں۔ چنانچہ اسے ایک گابھن بکری دے دی گئی۔

اب اونٹنی، گائے اور بکری نے بچے دینا شروع کئے۔ کچھ ہی عرصے میں ان کے جانور اِتنے بڑھے کہ ایک کے اونٹوں، دوسرے کی گائیوں اور تیسرے کی بکریوں سے ایک پوری وادی بھر گئی۔ پھر فرشتہ اس بَرَص کے مریض کے پاس اس کی پہلی صُورَت یعنی بَرَص کی حالَت میں آیا اور اس سے کہا: میں ایک غریب و مسکین شخص ہوں، میرے پاس زادِ راہ خَتْم ہو گیا ہے اور واپس جانے کی کوئی صُورَت نظر نہیں آتی مگر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رَحْمَت سے اُمید ہے اور مَیں تیری مَدَد کا

طَلَب گار ہوں۔ جس ذات نے تجھے خوبصورت رنگ، اچھی جِلد اور مال عطا کیا میں تجھے اس کا واسطہ دیتا ہوں کہ آج مجھے ایک اُونٹ دے دے تا کہ میں اپنی منزل تک پَہُنچ سکوں۔ یہ سُن کر اس نے انکار کرتے ہوئے کہا: میرے حُقوق بَہُت زیادہ ہیں۔ تو فرشتے نے کہا: میرے خیال سے میں تجھے جانتا ہوں، کیا تُو وہی نہیں جس کو کوڑھ کی بیماری لاحق تھی، لوگ تجھ سے نفرت کیا کرتے تھے اور تو فقیر و محتاج تھا، پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تجھے مال عطا کیا۔ اس نے کہا: مجھے تو یہ سارا مال وِراثت میں ملا ہے اور نسل دَر نسل یہ مال مجھ تک پَہُنچا ہے۔ فرشتے نے کہا: اگر تُو اپنی اس بات میں جھُوٹا ہے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تجھے ایسا ہی کر دے جیسا تُو پہلے تھا۔ پھر وہ فرشتہ گنجے کے پاس اس کی پہلی صُورَت میں آیا اور اس سے بھی وہی بات کہی جو بَرَص والے سے کہی تھی۔ اس نے بھی بَرَص والے کی طرح جواب دیا۔ فرشتے نے کہا: اگر تُو اپنی بات میں جھُوٹا ہے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تجھے تیری سابقہ حالَت پر لوٹا دے۔ پھر فرشتہ اندھے کے پاس اُس کی پہلی حالَت میں آیا اور کہا: میں ایک مسکین مُسافِر ہوں اور میرا زَادِ راہ خَتْم ہو چکا ہے۔ آج کے دن میں اپنی منزل تک نہیں پَہُنچ سکتا مگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ذات سے اُمّید ہے اور اس کے بعد مجھے تیرا آسرا ہے۔ میں اسی ذات کا واسطہ دے کر تجھ سے سوال کرتا ہوں جس نے تجھے آنکھیں عطا فرمائیں کہ مجھے ایک بکری دیدے تا کہ میں اپنی منزل تک پَہُنچ سکوں۔ تو وہ کہنے لگا: میں

تو پہلے اندھا تھا پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے آنکھیں عطا فرمائیں تو جتنا چاہے اس مال میں سے لے لے اور جتنا چاہے چھوڑ دے۔ خُدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! تُو جتنا مال اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خاطِر لینا چاہے لے لے، مَیں تجھے مشقّت میں نہ ڈالوں گا (یعنی منع نہ کروں گا)۔ یہ سن کر فرشتے نے کہا: تیرا مال تجھے مُبارَک ہو، یہ سارا مال تُو اپنے پاس ہی رکھ۔ تم تینوں شخصوں کا اِمتحان لیا گیا تھا، تیرے لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا ہے اور تیرے دونوں دوستوں (یعنی کوڑھی اور گنجے) کے لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی ہے۔ [1]

صَدقے میں کونسا مال دیا جائے؟

پیارے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عطا کردہ مال میں سے راہِ خُدا میں دینے سے مال میں زیادتی ہوتی ہے اور بندے کا شُمار رب کے شکر گزار بندوں میں ہوتا ہے اور جو لوگ اس بات کو بھول جاتے ہیں تو ان کے مُقَدَّر میں دنیا و آخِرَت کی ٹھوکریں لکھ دی جاتی ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ جب ہر قسم کا مال خواہ اچھا ہو یا بُرا، پَرْوَرْدگار عَزَّوَجَلَّ کا ہی دیا ہوا ہے تو بندہ راہِ خُدا میں کیسا مال خَرْچ کرے کہ وہ مال بارگاہِ خُداوندی میں قبول ہو جائے۔ چنانچہ صَدقہ دینے کے لئے مال کیسا ہونا چاہئے اس کے مُتَعَلِّق قرآنِ پاک میں ہماری رَہنُمائی کے لیے

1 مسلم، کتاب الزھد... الخ، باب الدنیا سجن للمؤمن... الخ، ص ۱۵۸۴، حدیث: ۲۹۶۴
بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب حدیث ابرص واعمی واقرع فی بنی اسرائیل، ۲/۴۶۳، حدیث: ۳۴۶۴

اللہ عَزَّوَجَلَّ سورۂ بقرہ کی ۲۶۷ویں آیت میں ارشاد فرماتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّاۤ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۪ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّاۤ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ؕ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿۲۶۷﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو اپنی پاک کمائیوں میں سے کچھ دو اور اس میں سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا اور خاص ناقص کا ارادہ نہ کرو کہ دو تو اس میں سے اور تمہیں ملے تو نہ لوگے جب تک اس میں چشم پوشی نہ کرو اور جان رکھو کہ اللہ بے پرواسراہا گیا ہے۔ (پ۳، البقرۃ: ۲۶۷)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس آیت میں ہمیں یہ بتایا جارہا ہے کہ راہِ خُدا میں دیا جانے والا مال کیسا ہونا چاہیے۔ چنانچہ فرمایا کہ راہِ خُدا میں دیا جانے والا مال ردّی، ناکارہ اور ناقابلِ استعمال نہ ہو بلکہ ایسا ہو جیسا ہم خود اپنے لئے پسند کرتے ہیں۔ مگر افسوس صد افسوس! ہمارا طرزِ عمل یہ ہے کہ جب کوئی شے بالکل ناکارہ ہوگئی، اِستعمال کے قابل نہ رہی تو اٹھا کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نام پر صدقہ کردی، روٹیوں پر پھپھوندی لگ گئی، سالن ناراض (باسی و خراب) ہوگیا تو باندھ کر گھر میں کام کرنے والی ماسی کو پکڑا دیا، سیلاب زَدگان وغیرہ آفت زدہ لوگوں کو اِمداد کے نام پر ایسے کپڑے وغیرہ بھیج دیئے جو پہننے کے قابل ہی نہیں۔ ہاں یہ

ضَرور ہے کہ بعض اشیاء اہلِ ثَرْوَت حضرات کے اِعتبار سے اِستِعمال کے لائق نہیں ہوتیں مگر غُرَباء کے اِعتبار سے وہ ایک نعمت ہوتی ہیں مثلاً قابلِ اِستِعمال پرانے کپڑے، پُرانے بستر اور دوسری کارآمد چیزیں نوکروں وغیرہ کو دی جاسکتی ہیں۔ ایسا نہیں کہ گھر میں پڑے پڑے دوائیاں ایکسپائر (Expire) ہوگئیں تو اٹھا کر ہسپتال میں دے آئے تاکہ وہ غریبوں کو دے دیں اور یہ تک نہ سوچا کہ کوئی اِستِعمال کرے گا تو فائدے کے بجائے نقصان اٹھائے گا۔

ذرا سوچئے اور غور فرمایئے! اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں صَدقہ دینے والا بنانے کے بجائے صَدقہ لینے والا بنا دیتا تو ہمارا کیا ہوتا؟ کیا ایسی اشیاء اِستِعمال کرنے کو ہمارا جی چاہتا؟ لہٰذا یاد رکھئے اسلام نے تو ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ جو اپنے لیے پسند کرو وہی دوسروں کے لیے بھی پسند کرو۔ چنانچہ،

حضرت سَیِّدُنا اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مَروی ہے کہ دَو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحْر و بَر صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اپنے بھائی کے لئے بھی اس چیز کو پسند نہ کرے جس کو وہ اپنے نفس کے لئے پسند کرتا ہے۔[1]

پیارے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا صَدقہ وخیرات کرنا ہو یا دیگر باہمی

---

1 بخاری، کتاب الایمان، باب من الایمان ان یحب۔۔۔الخ، ۱/۱۶، حدیث: ۱۳

تعلقات و مُعاملات ہوں ہمیں اپنے مسلمان بھائیوں کی خیر خواہی اور بھلائی کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ان کے لئے وہی پسند کرنا چاہیے جو اپنے لئے پسند کرتے ہیں۔

صَدقہ عَلانیہ دینا افضل ہے یا چھپا کر؟

صَدقہ وخیرات عَلانیہ کرنا بہتر ہے یا چھپا کر، اس کے متعلق قرآنِ مجید میں ارشادِ ربِ کائنات ہوتا ہے:

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِیَ ۚ وَ اِنْ تُخْفُوْهَا وَ تُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ ؕ وَ یُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَیِّاٰتِكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ (۲۷۱) (پ۳، البقرۃ: ۲۷۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اگر خیرات علانیہ دو تو وہ کیا ہی اچھی بات ہے اور اگر چھپا کر فقیروں کو دو یہ تمہارے لئے سب سے بہتر ہے اور اس میں تمہارے کچھ گناہ گھٹیں گے اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

حضرت سَیِّدُنا مُحیی السنۃ، ابو محمد حسین بن مَسْعود بَغَوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۵۱۰ھ) تفسیرِ بَغَوی میں فرماتے ہیں: صَدقہ خواہ فرض ہو یا نَفْل جب اِخلاص سے اللہ کے لئے دیا جائے اور ریا سے پاک ہو تو خواہ ظاہر کرکے دیں یا چھپا کر دونوں بہتر ہیں۔ لیکن صَدقہ فرض کا ظاہِر کرکے دینا افضل ہے اور نفل کا چُھپا کر اور اگر نفل صَدقہ دینے والا دوسروں کو خیرات کی ترغیب دینے کے لئے ظاہر

کر کے دے تو یہ اظہار بھی افضل ہے۔[1]

اظہار یا اخفاء کا مدار نیّت پر ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! صَدقہ وخیرات کا مُعاملہ ہو یا دیگر عبادات کا، ان میں اجر و ثواب کا مدار نیت پر ہے، اس لیے کہ اگر نیّت دُرُست ہو تو یہ اَعْمال ظاہر اً کئے جائیں تو بھی باعثِ اجر وثواب ہیں اور اگر نِیّت میں فُتور ہو تو اِخْفاء (چھپانا) بھی باعثِ ہلاکت ہے،ہاں نِیّت کی دُرُستی کے ساتھ فرائض وواجِبات کا اِظْہار مُناسِب ہے تاکہ لوگ بدگُمانی نہ کریں اور نَوافِل میں اِخْفاء بہتر ہے تاکہ ریا کے شائبہ سے بھی محفوظ رہا جاسکے،اسی طرح اَعمال کے اِظْہار کی ایک صُورَت یہ بھی ہے کہ کوئی شخص لوگوں کا پیشوا ہے اور اس کے عَمَل سے انہیں نیکیوں کی ترغیب ملے گی تو اس کو اپنی نیکیاں لوگوں پر ظاہر کرنا جائز وافضل ہے۔یعنی فَقِیہ، مُحَدِّث، مُرْشِد، واعِظ، اُستاذ یا ایسا کوئی بھی شخص جس کی لوگ پیروی کرتے ہوں، اِن حضرات کا اپنی نیکیاں ظاہر کرنا بہتر ہے۔ چنانچہ،

حضرت سَیِّدُنا ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: خُفْیہ عِبادت عَلانیہ عِبادت سے افضل ہے اور مُقْتَدیٰ بہ (یعنی لوگ جس کی پیروی کرتے ہیں) کی عَلانیہ

---

[1] تفسیر بغوی، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۷۱، ۱/۱۹۱

(عبادت) خُفْیہ (عبادت) سے افضل ہے۔[1]

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیم الاُمَّت مُفْتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الْحَنَّان مِرْاٰۃُ الْمَنَاجِیح میں لکھتے ہیں کہ اپنی عِبادات لوگوں کو دِکھانا تعلیم کے لیے، یہ رِیا نہیں بلکہ علمی تبلیغ و تعلیم ہے اس پر ثواب ہے۔ مَشائخ فرماتے ہیں: صِدّیقین کی رِیا مُرِیدین کے اِخلاص سے بہتر ہے۔ اس کا یہی مطلب ہے۔[2]

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ پندرہویں صَدی کی عظیم علمی و رُوحانی شخصیت، شیخِ طریقت، اَمیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرتِ علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضِیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ لاکھوں مسلمانوں کے دلوں کی دھڑکن اور آنکھوں کا نور ہیں، مسلمانوں کا ایک بَہُت بڑا طبقہ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ سے دل کی گہرائیوں سے مَحبَّت کرتا ہے بلکہ کہنا چاہیے کہ آپ کو دیکھ دیکھ کر جیتا ہے اور آپ کی ہر ہر ادا اپنانے کی کوشش کرتا ہے۔ چنانچہ اسی لئے بعض اوقات آپ خود اپنی سِیرت کے مختلف واقعات بیان کرتے ہیں یا بعض اوقات مختلف سنّتوں بھرے بیانات میں آپ کی سِیرت کے روشن گوشے بیان کئے جاتے ہیں تا کہ آپ سے دِل کی گہرائیوں سے مَحبَّت کرنے والے لوگوں کو جب آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے خوفِ خُدا، عشقِ مصطفٰے اور پرہیز گاری و تقویٰ کے اَحوال

---

1. شعب الایمان ۴۶، باب فی السرور بالحسنة والاغتمام بالسیئة، ۵/ ۳۷۶، حدیث: ۷۰۱۲
2. مِرْآۃ المناجیح، ۷/ ۱۲۷

اور مختلف انداز معلوم ہوں تو وہ بھی ان اوصاف کو اپنانے والے بن جائیں۔

علانیہ صَدقہ دینے کی ممنوع صُورت

پیارے اسلامی بھائیو! بعض اوقات نیک کام کرتے ہوئے ہم دوسروں کی دِل آزاری کر بیٹھتے ہیں اور اس بات کا ہمیں احساس تک نہیں ہوتا بلکہ خوش ہورہے ہوتے ہیں کہ ہم نے یہ نیک کام کیا مگر یاد رکھئے جس نیکی کی بنیاد کسی کی دل آزاری و دل شکنی پر رکھی گئی ہو اس پر اجر و ثواب کی اُمّید رکھنا فُضول ہے۔ مثال کے طور پر ہم بعض اوقات کسی سفید پوش شخص کی مَدد اس طرح عَلانیہ کرتے ہیں کہ اس کی سفید پوشی کا بھرم خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ چنانچہ،

پارہ 3 سورۃُ البقرۃ کی آیت نمبر 264 میں ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰىۙ

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو اپنے صدقے باطِل نہ کر دو احسان رکھ کر اور ایذا دے کر۔ (پ٣، البقرة: ٢٦٤)

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیم الاُمَّت، مُفْتی احمد یار خان عَلَیْهِ رَحمَۃُ اللهِ الْحَنَّان "نورالعرفان" میں اس آیتِ مُبارَکہ کے تحت فرماتے ہیں: اس سے اِشارۃً معلوم ہو رہا ہے کہ اگر صَدقہ ظاہِر کرنے سے فقیر کی بدنامی ہو تو صَدقہ اسے چُھپا کر دو کہ کسی کو خبر نہ ہو۔ ایسی صُورت میں صَدقہ کو ظاہِر کرنا "اَذٰی" (یعنی ایذا دینے) میں داخل ہے۔

نذرانہ دینے کا انداز

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب کبھی عُلَمائے کِرام و مَشائخِ عُظّام وغیرہ کی مالی خدمت کریں تو لفافے وغیرہ میں ڈال کر اس طرح دیں کہ کسی کو یہ سمجھ نہ آئے کہ آپ نے ان کو نذرانہ پیش کیا ہے۔ بعض لوگوں کا انداز یہ ہوتا ہے کہ امام صاحِب وغیرہ کے ہاتھ میں رقم رکھ کر اُن کی ہتھیلی کو مخصوص انداز میں بند کر دیتے ہیں اس طرح دیکھنے والا یہی سمجھتا ہوگا کہ ان کو نذرانہ دیا ہے، بلکہ بعض لوگ تو دُعا کیلئے پرچی بھی اسی انداز میں دیتے ہیں کہ لوگوں پر تأثر قائم ہوتا ہے کہ ''حضرت'' کو نذرانہ دیا گیا ہے! دُعا کی پرچی دینے کا یہ انداز سفید پوش کیلئے ایذا کا باعث ہو سکتا ہے۔

صَدقہ کسے دینا افضل ہے؟

یہاں تک صَدقہ و خیرات کے کچھ آداب واحکام بیان ہوئے، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ صَدقہ کسے دینا افضل ہے؟ چنانچہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ضَرْبًا فِی الْاَرْضِ٘ یَحْسَبُہُمُ الْجَاہِلُ اَغْنِیَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ٘ تَعْرِفُہُمْ	ترجمۂ کنزالایمان: ان فقیروں کے لئے جو راہ خُدا میں روکے گئے زمین میں چل نہیں سکتے نادان انہیں تونگر (دولت مند) سمجھے بچنے کے سبب تو انہیں ان کی

بِسِیْمٰهُمْ ۚ لَا یَسْــٴَـلُوْنَ النَّاسَ صُورت سے پہچان لے گا لوگوں سے اِلْحَافًا ؕ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ سوال نہیں کرتے کہ گڑ گڑانا پڑے اور تم اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ﴿۲۷۳﴾ (پ۳، البقرۃ: ۲۷۳) جو خیرات کرو اللہ اسے جانتا ہے۔

مُفَسّرِ شَہیر، حکیم الاُمَّت مُفْتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الْحَنَّان اس آیت کا شانِ نُزول بیان کرتے ہوئے تفسیرِ نعیمی میں فرماتے ہیں: مَسْجِدِ نَبَوِی کے پاس ایک صُفّہ (چبوترہ) تھا۔ جہاں چار پانچ سو فُقَراء مُہاجرین رہتے تھے۔ جن کے پاس نہ گھر تھا نہ دُنْیَوی سامان، نہ کوئی کاروبار، ہمیشہ مسجد میں رہنا، دن میں روزہ، تلاوتِ قرآن اور رات میں شب بیداری، ہر جہاد میں لشکرِ اِسلام کے ساتھ جانا ان کا کام تھا۔ انہیں اَصحابِ صُفّہ کہتے ہیں یعنی چَبُوتَرا پر رہنے والے۔ نہ ان حضرات کی شادی ہوئی نہ ان کا یہاں کُنْبہ و قبیلہ تھا۔ ان کی غریبی کا یہ حال تھا کہ ان میں سَتَّر (70) کے پاس سَتْر پوشی کیلئے پورا کپڑا بھی نہ تھا۔ ان کے متعلق یہ آیتِ کریمہ اُتری جس میں مسلمانوں کو انہیں صَدقہ و خیرات دینے کی رغبت دی گئی۔ [1]

مُفْتی صاحب مزید فرماتے ہیں: صَدقہ و خیرات اُن غریب عُلَما، طلبہ، مُدرِّسین اور دِین کے خادِموں وغیرہ کو دینا افضل ہے جنہوں نے اپنی زندگیاں خِدْمَتِ دین کے لئے وقف کر دی ہیں۔ اگر ان کی خدمت نہ کی گئی اور یہ طلبِ

[1] تفسیر نعیمی، ۳/۱۳۲ مفہوماً

مَعَاش کے لئے مجبورًا مَشْغول ہوئے تو دینِ اسلام کا سخت نقصان ہو گا۔[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مسلمانوں کی توجہ اصحابِ صُفّہ عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی طرف مَبْذول کرائی لیکن یہ حکم اِن کے لیے مخصوص نہیں۔ دَورِ حاضِر میں بھی جو لوگ خِدمتِ دِین میں مَشْغول رہتے ہیں اور اِس مَشْغولیّت کی بِناء پر کسبِ مَعَاش (کاروبار وغیرہ) کے لئے وَقْت نہیں نِکال سکتے، اُن کے مُتَعَلّق بھی یہی حکم ہے کہ اُن کی مالی خِدْمَت کی جائے۔[2]

یہ نہایت تَوَجُّہ طَلَب بات ہے ! وہ افراد جنہوں نے خود کو عِلْمِ دِین سیکھنے سیکھانے کے لئے وقف کر دیا ہے، چاہے مدرسہ میں داخلہ لے کر حافظ و عالِمِ دِین بن کر یا دعوتِ اسلامی کے مَدَنی کاموں کے لئے وقف ہو کر، ان کی مالی ضَروریات پوری کرنے کی ذِمّہ داری ہماری ہے، دیکھئے ہم کاروبار کرتے ہیں یا نوکری وغیرہ کرکے دن رات ایک کر دیتے ہیں تاکہ ہمارا گھر چلے، یہ سب کام یہ خادمانِ دین بھی کر سکتے تھے لیکن انہوں نے سب کچھ چھوڑ کر خود کو دین کے کاموں کے لئے وقف کر دیا، ہمیں فکر ہے کہ ہمارا گھر بار چلے جبکہ انہیں فکر ہے کہ **رسولُ اللہ** صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دین کا کام چلے، ہمیں فکر ہے کہ ہماری آل اولاد خوش رہے انہیں فکر ہے کہ **رسولُ اللہ** صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اُمَّت راہِ

مدینہ

1 تفسیر نعیمی، ۳/۱۳۴

2 وقفِ مدینہ، ص ۳۱

مستقیم پر گامزن رہے، کبھی جھانک کر دیکھئے کسی دارُ الْعُلُوم میں کہ جہاں قَالَ اللّٰہُ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ کی صَدائیں گونجتی ہیں، عُلُومِ دینیہ کے یہ مَراکز کس طرح گزارا کرتے ہیں، ہمارے گھر مہمان آجائے تو اس کے آگے ہم دنیا جہاں کی نعمتیں چُن دیتے ہیں مگر ان رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مہمانوں کی جانِب نظر اٹھا کر بھی دیکھنا گوارا نہیں کرتے، اپنی اولادوں کو مُرَغَّن غِذائیں کھلانے والو۔۔! کبھی دَرْسِ نِظامی پڑھنے والے بچوں کی طرف جھانک کر دیکھو کہ یہ کس طرح دال روٹی اور سبزی کھا کر اپنا وَقْت گزارتے ہیں، ان کو ملتا ہے تو کھاتے ہیں نہیں ملتا تو نہیں کھاتے، آپ کا بچہ بیمار ہو جائے، چھینک ہی آجائے تو اسے گود میں اٹھا کر ڈاکٹر کے پاس بھاگتے ہو، ان ماں باپ کے متعلق کیا کہتے ہو جنہوں نے اپنی اولاد کو دِین پھیلانے کے لیے آٹھ سال کے لیے جامعاتُ المدینہ میں داخِل کروادیا، وہ بھی تو ان کے لَخْتِ جگر ہیں، وہ بھی تو ان کے جگر کے ٹکڑے ہیں، انہیں بھی تو اپنے بچوں سے مَحَبَّت ہے لیکن ان ماں باپ پر قربان جائیے کہ جن کا یہ ذہن نہیں ہے کہ میرا بیٹا ایم بی بی ایس کرکے ڈاکٹر بن جائے یا انجینیر نگ (Engineering) کی ڈگری لے کر انجینیر (اِنْ۔جی۔نِ۔یَر۔۔Engineer) بن جائے اور میری دُنیا سنوار جائے۔ نہیں! یہ وہ ماں باپ ہیں کہ دنیا میں میرا بیٹا کام آئے یا نہ آئے جب قیامت کے دن اٹھوں تو میرا بیٹا میری شفاعت کا ذریعہ

بن جائے، یہ اپنے بچوں کو حافظ بناتے ہیں عالِم بناتے ہیں، مُفْتی بناتے ہیں، مَدَنی قافِلوں کا مُسافِر بناتے ہیں، مَدَنی تربیتی کورس کرواتے ہیں، قافلہ کورس کرواتے ہیں، اِمامَت کورس کرواتے ہیں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اے کاش!!! ہمارا مَدَنی ذہن بن جائے، ہم اپنے آپ کو اور اپنے بچوں کو عِلْمِ دین سیکھنے کے لیے وقف کرنے کا ذہن بنالیں، اے کاش۔۔۔! صد کروڑ کاش۔۔۔! اور اگر آپ یہ نہیں کرپارہے، کاروبار نہیں چھوٹ رہا نہ دولت کی ہوس دل سے جارہی ہے نہ انڈسٹری اور فیکٹریوں کی سوچ خَتْم ہورہی ہے، تو کم از کم یوں تو کریں کہ جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں وقف ہوچکا ہے، عِلْمِ دین سیکھنے کے لئے دَرْسِ نِظامی کررہا ہے، اسلام کی اشاعَت اور سنّتوں کو پھیلانے کے لیے مَدَنی قافلوں کا مُسافِر بن رہا ہے، اپنی دولت کے دروازے ان پر کھول دیں، اس طرح آپ دین کی خِدْمَت کرکے اسلام کے پھیلنے کا سَبَب بن سکتے ہیں جس کا اللہ عَزَّوَجَلَّ بے حِساب اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں احسان جتانے اور طعنہ زنی جیسی آفات سے بچتے ہوئے مَحْض اپنی رضا کے لئے صَدقہ و خیرات کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بجاہِ النبی الامین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ماخذ و مراجع

نمبر شمار	کتاب	مصنف / مؤلف
1	قرآن مجید	کلام باری تعالیٰ مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ (کراچی)
2	کنز الایمان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ، مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ (کراچی)
3	تفسیر بغوی	امام ابو محمد حسین بن مسعود فراء بغوی، متوفی ۵۱۶ھ، دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۴ھ
4	تفسیر کبیر	امام محمد بن عمر بن حسین رازی، متوفی ۶۰۶ھ، دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۰ھ
5	تفسیر قرطبی	ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی، متوفی ۶۷۱ھ، دار الفکر، بیروت ۱۴۲۰ھ
6	تفسیر بیضاوی	ناصر الدین عبد اللہ بن عمر بن محمد شیرازی، متوفی ۶۸۵ھ، دار الفکر، بیروت ۱۴۲۰ھ
7	تفسیر مدارک	امام عبد اللہ بن احمد بن محمود نسفی، متوفی ۷۱۰ھ، دار المعرفہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
8	تفسیر خازن	علاء الدین علی بن محمد بغدادی، متوفی ۷۴۱ھ، مطبعۃ المیمنیۃ، مصر ۱۳۱۷ھ
9	الدر المنثور	امام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر سیوطی شافعی، متوفی ۹۱۱ھ، دار الفکر بیروت ۱۴۰۳ھ
10	روح البیان	مولی الروم شیخ اسماعیل حقی بروسی، متوفی ۱۱۳۷ھ، دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۰۵ھ
11	خزائن العرفان	صدر الافاضل نعیم الدین مراد آبادی، متوفی ۱۳۶۷ھ، مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ (کراچی)
12	تفسیر نعیمی	مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاھور
13	تفسیر نور العرفان	مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، مرکز الاولیاء لاھور
14	مصنف عبد الرزاق	امام عبد الرزاق بن ھمام بن نافع صنعانی، متوفی ۲۱۱ھ، دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ

15	صحیح البخاری	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۹ھ
16	صحیح مسلم	امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری، متوفی ۲۶۱ھ، دار ابن حزم، بیروت ۱۴۱۹ھ
17	سنن الترمذی	امام ابو عیسی محمد بن عیسی ترمذی، متوفی ۲۷۹ھ، دار الفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ
18	المعجم الکبیر	امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ، دار الفکر، بیروت ۱۴۲۲ھ
19	المسند	امام احمد بن محمد بن حنبل، متوفی ۲۴۱ھ، دار الفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ
20	شعب الایمان	امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ، دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
21	حلیۃ الاولیاء	ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی شافعی، متوفی ۴۳۰ھ دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
22	مجمع الزوائد	حافظ نور الدین علی بن ابی بکر ہیثمی، متوفی ۸۰۷ھ، دار الفکر، بیروت
23	اشعۃ اللمعات	شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ، کوئٹہ ۱۳۳۲ھ
24	مرأۃ المناجیح	مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، مرکز الاولیاء لاہور
25	الزواجر	ابو العباس احمد بن محمد بن حجر مکی ہیتمی، متوفی ۹۷۴ھ، دار المعرفۃ، بیروت ۱۴۱۹ھ
26	روض الریاحین	امام عبد اللہ بن اسعد یافعی، متوفی ۷۶۸ھ، دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
27	نزھۃ المجالس	عبد الرحمن بن عبد السلام صفوری شافعی، متوفی ۸۹۴ھ، دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
28	قلیوبی	شیخ علامہ احمد شہاب الدین قلیوبی، متوفی ۱۰۶۹ھ، باب المدینہ (کراچی)
29	کتاب التعریفات	سید شریف علی بن محمد بن علی جرجانی، متوفی ۸۱۶ھ، دار المنار للطباعۃ والنشر

فہرست

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُنّت کی بہاریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قراٰن وسُنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مہکے مہکے مَدَنی ماحول میں بکثرت سُنّتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، ہر جمعرات مغرب کی نَماز کے بعد آپ کے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع میں ساری رات گزارنے کی مَدَنی التجا ہے، عاشقانِ رسول کے مَدَنی قافلوں میں سُنّتوں کی تربیت کے لیے سفر اور روزانہ **"فکرِ مدینہ"** کے ذریعے مَدَنی اِنعامات کا رسالہ پُر کر کے اپنے یہاں کے ذِمّہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کی بَرَکت سے پابندِ سنّت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لیے کُڑھنے کا ذِہن بنے گا۔

ہر اسلامی بھائی اپنا یہ ذِہن بنائے کہ **"مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔"** اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنی اِصلاح کی کوشش کے لیے **"مَدَنی اِنعامات"** پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کے لیے **"مَدَنی قافلوں"** میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

مکتبۃ المدینہ (دعوتِ اسلامی)

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)

021-34921389-93 Ext: 2634

Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net